بفضل گرو رب بےہمال و گرو گریہ نہال

دیوان جناب سمو قباب کرمت بنیاب معدلت بہادر راجہ کشن پرشاد بہادر دام اقبالہ المسمی بہ

باغ شاد

۱۳

باہتمام تمام محمد رفیع الدین فریدی قاضی زادہ تعلقہ پاتھری ضلع پربھنی علاقہ داپیشکار سرکار عالی

در مطبع محبوب القلوب طبع شد

بفضل گرو رب بے ہمال و گرگر بے مثال

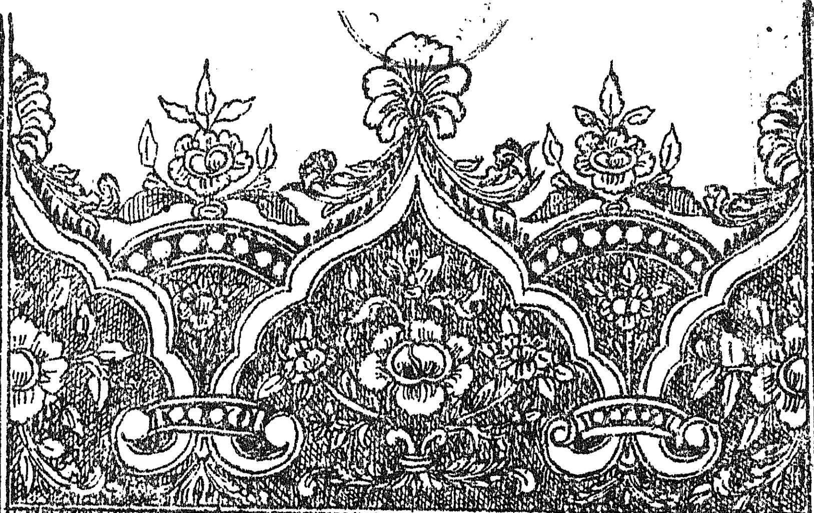
دیوان جناب ستودہ القاب مکرمت بنیاد معدلت نہاد راجہ کشن پرشاد بہادر دام اقبالہ العالی



باغ شاد

باہتمام تمام محمد رفیع الدین فریدی قاضی زادہ متعلقہ پاتھری ضلع پربھنی … سرکار عالی

در مطبع محبوب القلوب طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین تو بندہ ہون اوسی یک جبا مقدور کا — دو جہان فرمان ہے جس ناظر و منظور کا

جان و دلسے ہون مین قربان اوس شہ مغرور کا — چہا رہا ہے دو جہان مین جلوہ جسکو نور کا

طور پر موسی نے دیکھا جلوہ جس کے نور کا — مین تو عاشق ہون اوسی معشوق شکر چور کا

نور تہا یا چاند تہا یا ذرہ یا خورشید تہا — حضرت موسیٰ کہو کیا تہا یہہ جلوہ طور کا

پیتے ہی آنکھون مین سہرا اور کیفیت ہوئی — جب دیا ساقی نے یک جرعہ مۓ انگور کا

ساقی و صہبا و ساغر کا ہے رندان ہی مدام — سر پہ بارِ شرع رکہنا کام ہی مزدور کا

نحن اقرب کہدیا قران مین تفسیر صاف صاف — ہرگز اندیشہ نکرنا حضرتِ دل دور کا

چاندنی راتون مین وصلِ مہوش کا لطف ہے — منہ نہ دکہلا اب خدا وندا شبِ دیجور کا

جسنے ہاتون ہاتھہ دل کو لیگیا ہی چہینکر
جان و ایمان سے فدا ہون اوس بت مغرور کا

ہین جو مقبول خدا اونکا بیان کیونکر نہو
دیکھہ لو حق کس طرح سے ذکر ہی منصور کا

پڑ گئے ہین ہجر سے ناسور سینے مین مرے
وصل اوس دلبر کا ہی مرہم مرے ناسور کا

راگ سے تو محو ہو کر جان تن مین آگہسی
کیون نہ خوش معلوم ہو نغمہ مجھے طنبور کا

جب سے قاصد نے سنایا اون کے آنیکی خبر
اور ہی عالم ہوا ہے اس دل رنجور کا

شاد تیری عالم دنیا مین ہو کیونکر نہ قدر
نام ہے محبوب تیرے شاہ ذی مقدور کا

دم وصف محمد مین نکل جائے تو اچھا
یہہ تن ہی اوسی فکر مین گلجائے تو اچھا

امید شب و روز یہی ہے مرے یارب
دل مکر سے شیطان کے سنبھل جائے تو اچھا

مولا کے کرم سے ہی یہی آرزو میری
جو آئے بلا مجھہ سے وہ ٹلجائے تو اچھا

گر غور سے دیکھو تو یہی خواہش دل ہے
یکبارہ وہی دل سے نکلجائے تو اچھا

ہے دل سے دعا شاد کی ہر بات یہہ بآواز
دم وصف محمد مین نکلجائے تو اچھا

ہے اب پیش نظر میرے سراپا غوث اعظم کا
جدہر دیکھون نظر آتا ہی جلوہ غوث اعظم کا

تصور جم گیا آئینہ دل مین مرے جب سے
نظر ہر چیز مین آتا ہی چہرہ غوث اعظم کا

عجب ہے شان حضرت کی کہ مین کچھ کہہ نہین سکتا
سراپا نقشہ وحدت ہے نقشہ غوث اعظم کا

خدا اور مصطفے کی دید اوس کو کیون نہو حاصل
تصور سے جو دیکھے روے والا غوث اعظم کا

خیالِ روئے والا مین ہوا ہون محو کچھ ایسا
سراپا بنگیا ہے میرا نقشہ غوث اعظم کا

خدا کے فضل سے سب اولیا دنین زمانےکی
کسی نے بھی نہین پایا ہے رتبہ غوث اعظم کا

تمنا ہے زیارت شاد کو دلمین ہے مدت سی
دکھا دے یا الٰہی اوس کو روضہ غوث اعظم کا

نکتہ یہہ پیر نے مجھے ایسا بتا دیا
پایا خدا کو مین نے خودی کو مٹا دیا

بوسہ نے تیرے لب کا مجھے یہہ مزا دیا
ہوٹون کو میرے قند مکرر چکھا دیا

مرشد نے جب کہ مجھہ کو پیالہ پلا دیا
خمخانہ ظہور کا رستہ بتا دیا

اعجاز اوس نے پانون کا اپنے دکھا دیا
ٹھوکر سے قم کہا تھا ہی مردے جلا دیا

پردہ جو چشم مست سے اپنے اٹھا دیا
مستانہ یک زمانے کو اوسنے بنا دیا

کچھ عاشقان زلف کی حالت نہ پوچھیے
ناحق سے درد و رنج مین دلکو پھنسا دیا

گردن پہ عاشقون کی پھرا خنجر ستم
ابرو جو ناز و غمزہ سے اوسنے ہلا دیا

دل جو بتون کو مین نے دیا کیا برا کیا
بیٹھے بٹھائے خاک مین خود کو ملا دیا

تاثیر کچھ نہ پوچھیے اس سوز آہ کی
یک پل مین میری جان و جگر کو جلا دیا

وعدہ کبھی کیا کبھی انکار وصل کا
مجھکو ہنسا دیا کبھی اوس نے رلا دیا

مطلب کا مجھکو لکھے دیا ایک ہی پرچہ
باتون مین اوس نے بات کو میری بہا دیا

صیاد نے کتر کے پرون کو بہار مین
بلبل کو آشیان چمن سے اڑا دیا

بیٹھے بٹھائے پھنسے سر زلف یار مین
اوس مرغ دل کو دام بلا مین پھنسا دیا

دلبر تو دل کو جان کو ایمان کو لے لیا
یہہ ہی تو پوچھئے کوئی عاشق کو کیا دیا

آہون کا میرے پوچھئے صاحب کچھہ اثر
ہالہ کا گرد ماہ کے حلقہ بنا دیا

شوخی ہے غمزہ عشوہ ادا بہی ہے ناز بہی
سب کچھہ بتون کے پاس ہی اللہ کا دیا

ملتا ہے رنج و غم مجھے سرکار عشق سے
اللہ نے اچھی جا میری لگی جما دیا

جلوہ ہی شکل یار کا آجائے گا نظر
اس دل کے آئینہ کو جو تو نے جلا دیا

چوسر کی بازی ہار کے نردون کو دل
اوس نے بکھر کے غصہ سے یکجا ملا دیا

رنج و غم و مصیبت و درد و الم مجھے
جو کچھہ یہہ میرے پاس ہے سب آپکا دیا

ہی جائے شکر شاد خدا کی جناب مین
بگڑے ہوئے جو باتون کو میرے بنا دیا

دل ہی دیکھا تو خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
کفر و ایمان سے جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دیدۂ دل سے جو کونین کو دیکھا ہم نے
یار کا نور ضیا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دیر و کعبہ مین نہ دیکہا نہ کلیسا مین تجھے
بر سر دار جو آیا تہا انا الحق کہکر

دل کے پردہ مین چھپا تہا مجہی معلوم نتہا
مین ہی منصور بنا تہا مجھے معلوم نتہا

فضل مرشد سی یہہ معلوم ہوا اب ای شادؔ
مین خدا سے نہ جدا تہا مجہی معلوم نتہا

مجھے پیر نے رمز بتا ہی دیا
تیرے آتش عشق نے کام کیا
وہ جو بزم مین مے کا تہا جام بہرا
غم ہجر مین جو جو بلائین سہے
لب لعل سے بوسہ دیا جو مجھے
قدم اپنا بصورتِ نقش قدم

میرے دل سے دوئی کو اٹہا ہی دیا
دل و جان و جگر کو جلا ہی دیا
مجھے اوس نے تمام پلا ہی دیا
تیرے وصل نے دل سے بہلا ہی دیا
مے عشق سے اپنے گہما ہی دیا
تیرے کوچہ مین ہم نے جما ہی دیا

کیون نہ شاد ہمیشہ یہہ شاد رہے
دل یار سے دل کو ملا ہی دیا

تو نے عشق کا جام پلا ہی دیا
مجھے پیر نے مست بنا ہی دیا
مجھے اپنی خودی سے فنا کرکے

میرے دل سے خودی کو مٹا ہی دیا
میرے ما و منی کو مٹا ہی دیا
اس نے یار کا جلوہ دکہا ہی دیا

سوز ہجر سے دل جو جلا تھا میرا
آب وصل نے اوس کو بجھا ہی دیا

اپنی ہستی کو مٹا ڈھونڈو گر کبریا
آپ اپنے کو حق مین ملا ہی دیا

بھلا کیجئے یا برا کیجئے گا
ولیکن نہ دل سے جدا کیجئے گا

مین راضی ہون ہر دم رضا پر تمہارے
تمنا کیجئے یا گلا کیجئے گا

شب ہجر مین آپ سے یہہ دعا ہی
نہ ملنے مین ہرگز دغا کیجئے گا

غریبون کا دل توڑئے گا نہ ہرگز
جو جی چاہے سب کچھ کیا کیجئے گا

خدا نے دیا ہے تمہین تاج شاہی
غریبون کو کچھہ تو دیا کیجئے گا

کہو شیخ سے شیشۂ دل ہی بھر کر
شراب محبت پیا کیجئے گا

رہے شاد و قایم یہہ شاہ زمانہ
یہہ ہر وقت دل سے دعا کیجئے گا

بعد مدت ہوا وصال اوس کا
واہ کیا خوب ہے جمال اوس کا

تیغ ابرو سے کر دیا مجروح
کیا کہون مین دلا کمال اوس کا

کی نظر دل کے آئنہ مین جب
رہگیا حاصل ہوا وصال اوس کا

گرچہ زہری ہے مار زلف سیاہ
ہو بہو شانہ ہے وبال اوس کا

رہے خرم ہمیشہ شاد وکن
شاد کو ہے یہی خیال اوس کا

دم میں خزاں دکہاتا ہی عالم بہار کا — کیا اعتبار زندگی مستعار کا
اوس گل کی یاد میں یہ کہلیں آنکہیں اندلیب — نرگس سے پوچھو حال میرے انتظار کا
سرگشتہ یہہ بگولہ نہیں دشت شوق میں — یہہ خاک اپنی دہونڈتی ہے پتا شہسوار کا
کہتے ہیں جس کو خلق خدا آہ جادہ — وہ اسد وہ تو روئے منور ہی یار کا
دہوکا ہے اس کی کاکل مشکین کو دیکہکر — پایا ہے گلعذار نے جوڑا یہہ یار کا
لینے ہی آپ بوسہ لب سے خفا نہ ہو — واپس تو کرہی آپ کے باعث یہہ پیار کا

اسے شاد شاد وخرم شادان رہیگا تو
تجہکو وسیلہ ہے تیرے پروردگار کا

اگر تو میرے پاس آتا رہیگا — تو رنج و الم دل سے جاتا رہے گا
جدائی کی آتش میں خود جل رہا ہوں — سے مجہے اور کب تک جلاتا رہے گا
کبہی آکے مل ہم سے ای جان جانان — یہہ کب تک تو خود کو چہپاتا رہیگا
اگر تو ملے گا نہ مجہہ سے پیارے — مراجی نکل تن سے جاتا رہے گا
یہہ درد محبت کبہی تو کہلے گا ۞ — کہاں تک اسے تو چہپاتا رہے گا

کبھی تو کرم کر تو اے جان جاناں
کہاں تک تو مجھہ کو ستاتا رہے گا

پلا کر مجھے بادہ عشق ساقی
یہہ محفل مین کب تک گھماتا رہے گا

محبت کی آتش بھڑکتی رہے گی
مجھے جس قدر تو جلاتا رہے گا

کرے گی اثر کچھہ نہ رند و نکو زاہد
نصیحت کہاں تک سناتا رہے گا

کبھی تو ہنسا دے ہمین اے فلک تو
یونہین کیا ہمیشہ رلاتا رہے گا

کرم پر رکھہ اے شاد اوسکی نظر تو
وہی دادرس کام آتا رہے گا

رونق افروز اگر وہ مہ تابان ہوتا
مین بھی اوس شوخ پہ سو جان سے قربان ہوتا

جوش پر گریہ مرا دیدہ گریان ہوتا
دیکھتے آپ کہ پھر نوح کا طوفان ہوتا

رونق بزم جو وہ رشک سلیمان ہوتا
مین نہ ہرگز کبھی بلقیس کا خواہان ہوتا

اے بتو تم مین اگر جلوۂ ایمان ہوتا
دل و جان سے بخدا مین بھی مسلمان ہوتا

مصحف رخ کو اگر یاد مین کرتا اوسکے
نام میرا اے صنم حافظ قران ہوتا

ہوتا افسانہ عزیز و نہ یہ زلیخا کا جنون
چاک اگر یوسف مصری کا نہ دامان ہوتا

قاصد دلبر مہ رو سے ملا دیتے اگر
مجھہ پہ اے حضرت خضر آپکا احسان ہوتا

یوسف دل اگر ای رشک زلیخا جھکتا
چاہ کنعان یہہ تیرا چاہ زنخدان ہوتا

وحشت دل پہر اگر جوش جنون دکہلاتا — پرزے پرزے میرا ہر تار گریبان ہوتا

رخ روشن سے جو وہ ماہ اٹہا دیتا نقاب — شرم سے ابر مین خورشید بہی پنہان ہوتا

گر خط سبز پہ عکس آنکہون کا اوس کے پڑتا — پہر وہ کیونکر نہ چراگاہ غزالان ہوتا

رخ سے آنچل جو اٹہاتا وہ سکندر طلعت — صورت آئینہ خورشید بہی حیران ہوتا

بے ثباتی چمن دہر کی گر یاد آتی — مثل سنبل ورق گل بہی پریشان ہوتا

عشق مین زلف پریشان کے پہنسا رہتا دل — عمر بہر کے لئے کاش اپنا یہ زندان ہوتا

گوشۂ چرخ ستمگار سے بجلی گرتی — وہ اگر غنچہ دہن باغ مین خندان ہوتا

مے الفت سے اگر قطرۂ حق ملجاتا — غیرت چشمہ لب چشمۂ حیوان ہوتا

دولت حسن پہ رہزن کا نہ ہتا پڑتا — زنگی خال جو رخ پر ترے دربان ہوتا

ہر گل و رنگ مین جلوہ ہے اوسیکا ای شاد
راز افشا ہی نہوتا جو وہ پنہان ہوتا

کیا خوب لطف ہے جو ہے موسم شباب کا — دلبر ہو بر مین ہاتہ مین ساغر شراب کا

ساقی دے بہر کے ایک پیالہ شراب کا — فصل بہار مین ہے یہ موسم شباب کا

ان کو شب وصال بہانہ ہے خواب کا — عالم ہے میرے دلمین اپنا پیچ وتاب کا

مدنظر مین (رہتا ہے) رخ پرنور مصطفےٰ — ہر روز سامنا ہے خدا کی کتاب کا

حسرت ہی ہر فراق ہی ہر انتظار ہی
احوال کیا کہون دل پر اضطراب کا

بہشت پناہ جس کے رسول امین رہی
کیا خوف اوس کو گور کے رنج و عذاب کا

سیماب کی طرح نہین اوس کو کہین قرار
خانہ خراب ہر دل خانہ خراب کا

ساقی دے جام مے کہ ہر کوی نگار خلد
فردوس مین حلال ہے پینا شراب کا

رکھا ہے باغبان نے پر عندلیب زار
مے کے عیوض چمن مین کٹورہ گلاب کا

نام علی ہو ورد زبان جس کے رات دن
پھر خوف اوس کو کچھ نہین روز حساب کا

اس وقت کوئی غیر نہین ہر شب وصال
باقی کہان ہر وصل مین موقع حجاب کا

وہ ولولہ نہین وہ طبیعت نہین رہی
پیری مین یاد آیا ہے عالم شباب کا

اے شاد دو جہان مین فضل کریم کے
مجھکو وسیلہ بس ہر رسالتماب کا

عشق نے جب دل مین گھر پیدا کیا
درد نے اپنا اثر پیدا کیا

عشق نے جس دم اثر پیدا کیا
درد ادھر تھا سو ادھر پیدا کیا

یا نبی حق نے شفاعت کیلئے
آپ کو خیر البشر پیدا کیا

لوح دل سے جب مٹا حرف دوئی
دل نے یکتائی مین گھر پیدا کیا

کھو دیا سب عشق مین ناموس و ننگ
جس کو مین نے عمر بھر پیدا کیا

وہ سوال وصل پر اوٹھکر چلے
رنج ناحق چھیڑ کر پیدا کیا

آتش فرقت بھی کیسی آگ ہے
داغ دل سوز جگر پیدا کیا

آرزوئین دل کی بر آنے لگین
اب دعا نے کچھہ اثر پیدا کیا

بیٹھے بٹھلائے اوسے دل دیکر شاد
ہم نے عشق فتنہ گر پیدا کیا

ہوگیا کس لیے مشتاق زمانہ تیرا
سہل کیا خلق نے سمجھا نظر آنا تیرا

مجکو ہستی ہی مین دشوار تہا پانا تیرا
مٹ گیا مین تو ملا مجکو ٹھکانا تیرا

بخدا شیفتہ ہی سارا زمانہ تیرا
موجب فخر ہوا دہر مین آنا تیرا

اے میرے ختم رسل رتبہ والا ہے ترا
بجز اللہ کے کسی نے نہی بجانا تیرا

شافع روز جزا ساقی حوض کوثر
خیر مقدم یہہ جہان مین ہوا آنا تیرا

ہوگیا تصفیۂ بخشش امت رب سے
کیا مبارک ہوا معراج کو جانا تیرا

تیرے باعث سے کیا ارض و سما کو پیدا
ہوگیا حق کو جو منظور دکہانا تیرا

چشم خلقت سے گرا دہر مین مردود ہوا
جس کسی نے بخدا کہنا نہ مانا تیرا

جب کیا خود کو فنا ذات مین تیری ہم نے
تب کہین ہم کو ملا یار ٹھکانا تیرا

کیا تجھے یاد ہے ایجان وہ ہنگام وصال
منتین کرنا میرا منہہ کو چھپانا تیرا

سر کو پھر خصم پہ تسلیم و رضا کرونگا / پہلے ہم دیکھ تو لین تیغ لگانا تیرا

پیش قدمی کے لئے مین ہی نکل آونگا / گر ٹھہر جائے میرے گور پہ آنا تیرا

دوست دشمن پہ نظر رہتی ہے یکسان تیری / کیون نہ بیگانہ بہی ہو جائے یگانہ تیرا

سخن اقربا کا کہلا راز تو جب جانگئے / کہ ہے شہ رگ سے بہی نزدیک ٹھکانا تیرا

جان یکروز جنون تن سے نکالی جائیگی / دیکھ اچھا نہین ہر روز ستانا تیرا

لعل خوشرنگ کو کر دیتا ہے گویا بدرنگ / لب پہ کیسا ہے یہہ مستی کا چبانا تیرا

اے موذن وہ میرے پہلو سے اٹھ جائیگا / دیکھ اچھا نہین یہہ شور مچانا تیرا

تو سلامت رہے ای جذبۂ عشق دلبر / جا بجا دہر مین رہتا ہے فسانہ تیرا

کیا مجھے یاد نہین اوبت کافر وہ دن / قتل عشاق پہ بیڑے کا اوٹھانا تیرا

تیر مژگان سے لگا شوق ہے دلبر میرے / ہے یہی ترک ستمگار نشانا تیرا

جستجو نے تیرے بہکایا عبث دیر و حرم / تہا میرے دل ہی مین ایجان ٹھکانا تیرا

فضل اوسکا ہے تو پہر کچھہ بہی نہوگا ای دل / دشمن جان ہے اگر سارا زمانہ تیرا

کام یہہ تجھکو سزاوار ہے ای بندہ نواز / جرم کرنا میرا اور ناز اوٹھانا تیرا

صد و سی سال سلامت رہو ای شاہ دکن / عدل و انصاف مین یکتا ہے زمانہ تیرا

ہے دعا شاد کی دل سے یہی ہر وقت مدام / رہے تا حشر شہا جشن شہانا تیرا

نظر لطف کشادہ ہے جو اے شاہ جہان | شاد کیا بلکہ ثنا خوان ہے زمانا تیرا

بحضرت احمد مختار کے صدقے شاد
بجدا خلد برین ہوگا ٹھکانا تیرا

دل دیکھ جس گھڑی سے مین عاشق ترا ہوا | خویش و بیگانہ دوست سبھی سے جدا ہوا
اے عالم آشنا جو تیرا آشنا ہوا | غرق محیط وحدت کثرت فنا ہوا
دریائے عشق مین جو تیرا آشنا ہوا | گویا سوار کشتی بحر فنا ہوا
سودائے زلف یار مین جو مبتلا ہوا | قید خودی سے چھوٹ کے بند بلا ہوا
اوس بحر حسن سے جو کوئی آشنا ہوا | ہر دم غریق ورطہ بحر فنا ہوا
دل مبتلائے الفت زلف رسا ہوا | بیٹھے بٹھائے قیدی دام بلا ہوا
وہ بحر حسن جب ہوا مجھ سے کنارہ کش | پھر آشنا مزاج بھی نا آشنا ہوا
عاشق کے قتل ہونیسے نادم ہو کسلیے | اچھا ہوا برا ہوا جو کچھ ہوا ہوا
میری نظر سے چھپ کے کہان آپ جا چھپین | سایہ کیطرح ساتھ ہی یہ دل لگا ہوا
آنیکا مجھ سے وعدہ کیا تھا جو آپ نے | آئے کبھی نہ آپ نہ وعدہ وفا ہوا
بوسہ جو مین نے مانگا تو جھنجلا کے یون کہا | ہٹو تو منہ کو آپکا یہ حوصلہ ہوا

فقر و فنا کا راز کہون کیا مین تجھ سے شاد

دیکھا خود کو جس نے وہ بیشک خدا ہوا

جفاؤن کو سبہکر ستم گر بنایا
عدو اپنا تجہہ کو مقرر بنایا

تیرا کون تہا پیشتر اس سے عاشق
میرے عشق نے حور پیکر بنایا

مین دون سرو طوبی سے تشبیہہ کیونکر
تجھے حق نے رشک صنوبر بنایا

کیا وعدۂ خون کسی نے ہی تجہہ سے
یہہ کس کے لئے تو نے محضر بنایا

طلسمات قدرت مین حیران ہون یارب
کہ انسان کے پتلے کو کیون کر بنایا

عنایت جو پیر مغان کی ہے مجہہ پر
میری خاک کا اس نے ساغر بنایا

ہوا اسکو کہکر تیری فرقت مین کانٹا
تیرے عشق نے مجھکو لاغر بنایا

ہمیشہ سے بیکلے رہے ہے حضرت دل
محبت نے آخر کو مضطر بنایا

غزل شاد نے اوس کو جس دم سنائی
رقیبون نے منہ خشک جلکر بنایا

ڈر کے اوڑ جاتا ہے مثل ہوش دم نخچیر کا
آکے پیکان ٹہرتا ہے دلمین جسدم تیر کا

فرقت و رنج والم سے دل ہے مضطر رات دن
پوچھتے ہو حال کیا اس عاشق دلگیر کا

مست ہے اے محتسب روز ازل ہی سے ہم
کب مٹے لکہا کسی سے خامہ تقدیر کا

آنکہہ مین سرمہ لگائے ہین وہ بہر قتل
رنگ نیلا ہو رہا ہے جوہر شمشیر کا

اندنون ہو کیون نہ ٹہنڈی گرمئی بازار مصر
غیرت یوسف ہی یک نقشہ تیرے تصویر کا

جب سے ای وحشت ہوا ہون مبتلا دام زلف
مرغ دل شیدا بنا ہی حلقہ زنجیر کا

آسمانو نپر میری آہِ رسا کا ہے عبور
عرش پر جہنڈا چڑہا ہی نالۂ شبگیر کا

نے فقط دیر و حرم مین اس کے جلوہ کی ہی دہوم
سب خدائی مین ہی شہرہ اس بت بے پیر کا

خون رلواتا ہی مجہکو حسرت پابوس مین
طایر رنگ حنا ہی پر بنا ہی تیر کا

ہون شہ ملک دکن کی آستان بوسی پہ شاد
مین نہین خواہان ہون ہرگز منصب و جاگیر کا

ہین تیرے حامی محمد شاد گہبراتا ہی کیون
آج کل ہی اوج پر نیر تیری تقدیر کا

دل مین جب عشق خدا پیدا ہوا
سوز حب مصطفے ہی پیدا ہوا

غیر کی اب اسمین گنجایش کہان
دل مین عشق دلربا پیدا ہوا

ہوش عارض دیکہکر اوڑنے لگے
پہر غشی کا عارضا پیدا ہوا

بوسۂ لعل لب جان بخش سے
آب حیوان کا مزا پیدا ہوا

کیا پچہین سودا زلف یار سے
دل مین عشق اژدہا پیدا ہوا

آفت رے اس بت کی تصویر کا اثر
دل مین اور یک مہ لقا پیدا ہوا

ذات مین اوس کے ہوا جسدم فنا
مین ہوا پنہان خدا پیدا ہوا

جب تصدق یار کے سر پر ہوا
چھند بھی بن کر ہما پیدا ہوا

خاک میں مل کر کیا حاصل نشان
جب مٹا میں نقشِ پا پیدا ہوا

کفر کو چھوڑا رہِ اسلام لی
جب سے عشقِ مصطفےٰ پیدا ہوا

شاد کعبے سے مدینہ جائیں گے
عشقِ احمد رہنما پیدا ہوا

غزل در تہنیت و مدح عارف اللہ رہبرِ راہِ یقین حامیِ دینِ متین شاہ محمود میاں صاحب دام کرامتہ

آج کی شب وہ حبیبِ شاہِ دین پیدا ہوا
بندۂ مقبولِ رب العالمین پیدا ہوا

جس پہ آئینہ ہے حیراں وہ حسین پیدا ہوا
رشکِ یوسف ماہ طلعت مہ جبین پیدا ہوا

واقفِ اسرارِ اربابِ یقین پیدا ہوا
آج محمودِ دو عالم قطبِ دین پیدا ہوا

ہو مبارک تم کو اے دلدادگانِ بزمِ خاص
آج خاصانِ خدا کا ہمنشین پیدا ہوا

ساکنینِ عرش کہتے ہیں نہایت فخر سے
آج کی شب صاحبِ عرشِ برین پیدا ہوا

خانۂ دل کیوں نہو آباد میرا دوستو
اس مکان کا وہ مکین دلنشین پیدا ہوا

ہوگیا سارا جہاں انکا مسخر اور مطیع
جب وہ محمودِ زماں قطبِ زمین پیدا ہوا

طالبانِ راہِ مولیٰ کو شاد و یہہ خبر
آج کی شب رہبرِ راہِ یقین پیدا ہوا

نازنینانِ جہان کو جس پہ ہی ناز و نیاز
کافر و ملحد جو تھے سارے مسلمان ہو گئے

وہ حسینانِ جہان کا نازنین پیدا ہوا
جب کہ دنیا مین وہ شاہِ مسلمین پیدا ہوا

خوفِ عصیان سے نڈر اے شاد بخشا جائیگا
تیری بخشش کیلئے وہ شاد دین پیدا ہوا

دل یہہ کہتا ہی منگاؤن آج دلبر کا جواب
آیت لولاک لایا رب نے جسکی شان مین
حسن مین دلبر مرا ہی مہر و مہ سے بیشتر
مین کراماً کاتبین سے نامہ لونگا حشر مین

دیکھیئے آتا ہے کیا اپنے مقدر کا جواب
کوئی پیغمبر نہین ایسے پیمبر کا جواب
کوئی کب دنیا مین ہوگا ایسے دلبر کا جواب
گم کیا ہی پیک نے میرے ستمگر کا جواب

غوثِ اعظم کا وسیلہ تجھکو ہی محشر مین شاد
کس کا کیا مقدور پوچھے تیرے دفتر کا جواب

ہم سے تم نے نہ کچھ کہا مطلب
یا الٰہی طفیل مولے سے
شاہ ملکِ دکن رہین آباد
ایک دن بر مین آ تو اے دلبر
رکھ سلامت خدا میرے جد کو

آپ سے ہمکو کھئے کیا مطلب
بر لے آ تو یہہ سب میرا مطلب
بس یہی دل سے ہی میرا مطلب
پھر کھونگا یہہ سب کھلا مطلب
یہی ہر دم ہے مدعا مطلب

راز دل کا بیان کردن مین گیا
جاننا ہے میرا خبر اب مطلب

شاد کو بس طفیل حضرت سے
سخن اقرب کا مل گیا مطلب

کوچہ یار مین جو جا پہونچا
ابتدا انتہا کھلا مطلب

من عرف سی جو شاد شاد ہوا
دمبدم ہی انا انا مطلب

بخت جاگے آگیا میرا سفر سی آفتاب
جلوہ گر ہے رخنہ دیوار سے در آفتاب

صبح کو نکلا تھا گرچہ کرو فر سے آفتاب
ہوگیا ہے منفعل اوس عشوہ گر سے آفتاب

آسمان پر گر گرے برق نگاہ تند یار
ابر مین رہتا ہے چھپ کر اوسکے ڈر سے آفتاب

اپنی رخ سی گر نقاب اولٹی وہ مہر ماہ وش
گر پڑے بیتاب ہو کر چرخ پر سی آفتاب

طرہ الماس ان کے سر پہ جب آیا نظر
ہوگیا وہ ہوگا کہ جیسے نکلا ہی سر آفتاب

دیکھتا ہی رشک سے جب وہ تیری تصویر کو
نور برساتا ہی اپنے چشم تر سے آفتاب

ہیبت شاہ دکن کا شاد یہ شہرہ ہی آج
کیون نہ نکلے کانپتا جیب سحر سے آفتاب

مے و ساقی و گلعذار عجب
آج ہے موسم بہار عجب

چشم مخمور و قامت اوس گل کا
نرگس و سبزہ و جوئبار عجب

چشم بد دور طرفہ حسن و جمال
ہے یہہ دلدار طرحدار عجب

کرتے ہین شور بلبل و قمری
دیکہو گلشن مین ہے بہار عجب

بس ترے دل کو فصل مرشد سے
من عرفان کا ہوا ہشیار عجب

صاف خالی کئے ہین خم خانے
ہین ہوئے دنیا مین میگسار عجب

اوس کے مژگان کی ہے کہٹک شب و روز
گویا چبہتا ہے دل مین خار عجب

وصف محبوب شاہ کیا کیجئے
ہے جہان مین یہہ شہریار عجب

شاہ تمکین کی استعانت سے
ہین رقم شعر آبدار عجب

اس کی محفل مین نہ کیا کیا حظ اٹھاتے عندلیب
شمع پر پروانہ سا بنکر جو آئے عندلیب

ہاتہہ سر کیون دے خزان پر آخر بیدار کو
روے گل گلشن مین آکر دیکہتا جا عندلیب

گل کیصورت دیکہکر محو حقیقت ہوگئی
ہر طرف سے تہی آتا گل کی صدا اے عندلیب

وہ تو بیخود ہوگئے اوس لالہ رو کو دیکہکر
نالہ زن گلشن مین ہم ہی تھے بجا اے عندلیب

پہر چمن مین جوبہتی مستانہ آئی ہے بہار
ہے الا یا ایہا الساقی ندا اے عندلیب

ہون مدام اے شاد شادان خسرو ملک دکن
ہے گلستان مین بہی ہر دم دعا اے عندلیب

بارِ غمِ فراق سے جو تن پہ جان ہے اب / مجھ میں ستم اٹھانے کی طاقت کہاں ہے اب

جھوٹے عنایتوں کا کریں کیسے اعتماد / قاتل سے غیرِ قتل بھلا کیا گمان ہے اب

کرتے ہو وعدہ وصل کا لیکن وفا نہیں / یہ انتظار ہی اجلِ ناگہاں ہے اب

روئے صنم پہ برقعِ شامی کا ہے چھپنا / گویا کہ شمس ابرِ شفق میں نہاں ہے اب

فکرِ دوئی مٹا کے تو اب چشمِ دل تو کھول / جلوہ خدا کا ہر رگِ جاں میں عیاں ہے اب

ہنستے ہو سن کے آپ ہمارا یہ حالِ غم / آہ و فغاں سے کام ہمیں اسیان ہے اب

قائم شہِ دکن رہیں آسماں تا ابد / خلقِ خدا کو جس کے امن و امان ہے اب

کچھ بھلا منہ سے تو فرمائیے آپ / اس قدر ہم سے نہ شرمائیے آپ

آتے ہیں تو ابھی آجائیے آپ / یا نہیں تو ہمیں بلوائیے آپ

عشق میں ہم ہیں ازل سے شیدا / طعن اب ہم پہ نہ فرمائیے آپ

ایک بوسہ کے لئے اتنا غضب / رحم پر کچھ بھی تو آجائیے آپ

غیر پر اتنی عنایت ہے تمہیں / ہم پہ اس طور نہ گرمائیے آپ

ایک بوسہ کے لئے ای میری جان / اسقدر ہمکو نہ ترسائیے آپ

چہرہ پر آپ کے وحشت ہے نمود / اپنے دل کو ذرا بہلائیے آپ

آہ تلک بھی نہ زبان سے نکلے
عاشقون سے نہین پہونچے گا ضرر
مانگا یک بوسہ جو ہنسنے لگا
ہوتے ہو دیکھتے ہی چین بہ جبین
رہے قایم شہ و الا یارب

گر میسر ہو زر سے بہی اٹہو آپ
دل مین اپنے تو نہ گہبرائے آپ
دیکہو منہ کی نہ کہین کہائے آپ
اس قدر ہم سے نہ کڑوائے آپ
یہہ دعا شیخ جی فرمائے آپ

شاد اگر چہتے ہو قربت آئے
نحن اقرب کو بیان پائے آپ

رہتا ہی روز شب مجہے از بس خیال دوست
مسجد سے کچہ غرض نہ کلیسا سے کام ہے
قرآن سے کام ہے مجہے مطالعہ بید

یارب نصیب ہووے مجہے ہر دم وصال دوست
آنکہون مین جلوہ گر ہے ہمارے جمال دوست
ہر کان مین بہرا ہوا میرے مقال دوست

کامل ہوئی نگاہ جدہر شد کی شاد پر
فی الفور دل مین بس ہی گیا ہے جمال دوست

بادہ الفت سے تیرے ہین سبہی سرشار مست
چشم اوس بت کی جو دیکہو ہو گئی سب یکبار
جب کیا دعوے انا الحق کا ہمہ اعشق مین

شیخ مست و زاہد مست و کافر و دیندار مست
صاحب تسبیح مست و صاحب زنار مست
ہو گیا منصور بیخود ہو کے فوق دار مست

زاہد اپنے زہد و تقوی میں پڑے سو کیا کریں
ہمتو اپنے یار کے ہیں دید میں سرشار مست

عکس سے تیرے روئے رنگین کا پڑا جیسے ہووے
شاخ مست و برگ مست و غنچہ و گلزار مست

بادہ گلگون سے کب ہوتا ہے رندونکو سرور
وہ پلا ساقی مے وحدت کہ ہوں یکبار مست

غیر کی ہستی سے ہمکو کچھ غرض ہرگز نہیں
شاد اوس کے عشق میں ہے تا جاودان ہر بار مست

روٹھا ہے مجھ سے وہ بت غنچہ دہن عبث
مجھ پہ خفا ہے وہ میرا گل پیرہن عبث

ہے عندلیب فکر ہوائے چمن عبث
اندوہ و رنج و یاس و غم گلبدن عبث

حمد خدا و نعت رسول کریم کا
کیا کر سکیں بیان لب کام و دہن عبث

میں نے تو دوستو نہ کسیکا برا کیا
دشمن میرے بنے ہیں یہ اہل وطن عبث

پہنکوا دیوں ہی عاشق بیکس کی نعش کو
ہے خواہش تجسس گور و کفن عبث

تا کے امید زیست کہ مرنا ہے ایک دن
ہو گی یہ سب موافقت روح و تن عبث

یک دن بہار باغ جہاں ہے خزاں کے ہاتھ
ہے آہ و زاری دل مرغ چمن عبث

شیریں کا تجھ سے وصل تو آخر نہو سکا
محنت یہ تیری ساری گئی کوہکن عبث

سجدہ جو بت کو کرتا ہے ہرگز روا نہیں
کیوں پھوڑتا ہے سر کو تو اے برہمن عبث

جامہ دری نہ خلعت سرکار عشق ہے
اے دل نہ چاک ہو یہ تیرا پیرہن عبث

نادان و بیوقوف سمجھ کر تو اونکو شاؔد
جو لوگ کہتے ہین کہ ہو فکر سخن عبث

آفتاب آیا ہمارے گھر مین آج
نور پھیلا جس سے سارے گھر مین آج

یار آیا ہے خوشی سے بر مین آج
کیون نہ جلسہ ہو ہمارے گھر مین آج

جلوہ اوس کا چھا گیا ہے چو طرف
ہے تجلی دیکھو کیا اختر مین آج

گم ہوا ہے نامہ اوس کا بانصیب
ڈھونڈتا ہون صبح سے دفتر مین آج

مل گیا ہی یار بھی اغیار مین
شور و غل ہی اس قدر لشکر مین آج

جس طرف دیکھو اوسیکا ہی ظہور
اوس کا ہی جلوہ ہی بحر و بر مین آج

لطف سی ساقی نے اک مدت کے بعد
بادہ رنگین بھرا ساغر مین آج

طرۂ مقیش ان کے سر پہ ہے
جانا مین نکلا ہے سورج سر مین آج

کون سی دلبر کا آیا ہے خیال
جان و دل ہین سیر جو چکر مین آج

وصل کی شادی ہو دل مین شاؔد کر
شادیانے بجرہے ہین گھر مین آج

میرے گھر کو جو وہ آیا ہی تو آیا دم صبح
مگر افسوس کہ مجھکو نہ جگایا دم صبح

لے خبر جلد کہ بیمار کی حالت ہی بری
جو وہ زندہ ہی رہیگا تو ہی تا دم صبح

ہوش آتا بھی تو آتا ہے بوقت آخر
آنکھین بھی ہوتی ہین سو تو نکلی تو وا دم صبح

شب فرقت مین تیری یاد مین ایسا رویا
موجزن گھر مین ہوا اشک کا دریا دم صبح

کس بلا کی ہے تیری وعدہ خلافی اے یار
منتظر آنیکا بیٹھا مین رہا تا دم صبح

جام ہاتھ سے اوس کے جو پیا مین شب وصل
رات سے نشہ کا عالم تھا دوبالا دم صبح

اسکو جانا تھا کسی حال جو اپنے گھر کو
بدمزاجی کا کیا اوس نے بہانا دم صبح

میرے نالون نے عجب دہوم مچائی شب ہجر
سارے عالم مین پڑا ایک تہ و بالا دم صبح

منعم جان ہے اس عیش دو روزہ کو شاد
پھر نہ تو ہے نہ تو ساقی نہ تو مینا دم صبح

ہے میرا سوز جگر شمع شبستان کیطرح
داغ دل روشن ہون کیونکر چراغان کیطرح

ہار موتی کا دیا اوس نے جو اپنا غیر کو
راتدن رویا کیا مین ابر نیسان کیطرح

داغ ایسے کہا ہم نے لالہ رو کے عشق مین
ہوگیا گلزار سینہ بھی گلستان کیطرح

جسطرف دیکھون نظر آتی ہے صورت آپکی
محو حیرت ہوگیا ہون مین بھی حیران کیطرح

تیغ کو جلاد کے پیدا ہوا شوق وصال
وہ لپٹتی ہین گلے سے میرے قربان کیطرح

ایک بھی امید اس سے بر نہ آئی وا حیف
آرزوئین رہگئین سب دل مین پنہان کیطرح

جب سواد شام ہجران کا اثر پیدا ہوا
ہوگئی خاطر پریشان زلف جانانکیطرح

مصحف رخ کی تلاوت کر رہا ہون رات دن
دیکھتا ہون روئے جانان کو مین قرآن کی طرح

اس کی محفل مین ہزارون آہ اور اشک چلے
مین ہی جلتا رہ گیا شمع شبستان کی طرح

ایک آنسو بھی نہین تھمتا الٰہی خیر ہو
اشک آفت ڈھا رہے ہین موج طوفان کی طرح

اوج پر ای شاد تیرا نیر اقبال ہے
کیون نہ چمکیگا بھلا مہر درخشان کی طرح

خاص ہین انسر حق اسرار شیخ
معنی قرآن ہے سب گفتار شیخ

عاقبت کا کچھ تو سودا کیجئے
حضرت دل گرم ہے بازار شیخ

صورت حق کی حقیقت کھل گئی
جب میسر ہو گیا دیدار شیخ

دل کی دل کو کیون نہین ہوتی خبر
ہر نفس میرا بنا ہے تار شیخ

کیون نہ پل مین لامکان پر ہو گذر
اوج پر ہے رتبۂ رفتار شیخ

ہے تصور جب سے دل مین شیخ کا
بن گیا ہون صورت دیوار شیخ

زاہدون کو چاہیے خلد برین
شاد کو بس سایہ دیوار شیخ

ہے شان الٰہی جو شان محمد
دو عالم بنا مدح خوان محمد

یہی کہتے ہین عاشقان محمد
خدا کا مکان ہے مکان محمد

ہماری زبان کو کہاں ہے یہہ قدرت
کریں ہم جو ہر دم بیان محمدؐ

یہی دل کی خواہش یہی آرزو ہے
مرا سر ہو اور آستان محمدؐ

کسی کی ہوئی ہے نہ ہوگی کسی کی
ہوئی جسطرح عز و شان محمدؐ

حقیقت سے آنکھوں سے دیکھا تو سمجھا
ہے عرش علیٰ آستان محمدؐ

وہ مردود ہیں اور دشمن خدا کے
جہان میں جو ہین دشمنان محمدؐ

وہ سبطین پیارے وہ خاتون جنت
حقیقت مین ہین جسم جان محمدؐ

وہی بخشے جائین گے روز قیامت
رہین گے جو زیر نشان محمدؐ

نہ جنت کی شادی نہ دوزخ کا غم ہے
یہہ سب بے خوف ہین عاشقان محمدؐ

شفاعت تیری شاد کیونکر نہوگی
کہ دل سے ہے تو مدح خوان محمدؐ

قاتل کو جسکی ہوا میرا گلو پسند
خنجر نے کہدیا ہے مجھہ سے ہے طوق پسند

کرتا ہے غیرت کو جو اپنی مین تو پسند
ہو کس طرح سے یار کو تیری یہہ خو پسند

آیا جو میری آنکھہ کو وہ خوبرو پسند
دل نے کہا پکار کے مجکو ہے تو پسند

بیمار عشق طالب درمان و درد ہے
عاشق کو وصل یار کی ہے آرزو پسند

مائل ہے تیری ناز و ادا پہ یہہ دل مرا
کیونکر نہ عندلیب کو ہو رنگ و بو پسند

عشق صنم مین روز جھکاتا ہون خم کی خم
ساقی وہ مست ہون کہ نہ جام و سبو پسند

ہنگام قتل سجدہ شکرانہ کے لئے
کرتا ہون آب تیغ کو بہر وضو پسند

جنت کا وصف کوئی صنم چھوڑ کر نہ کر
واعظ تیری نہین ہے مجھے گفتگو پسند

مجنون ہین یاد لیلی محمل نشین مین ہم
ناقہ کو کاروان کی ہے جستجو پسند

جب تک خودی تھی مجھہ مین تو مین خود پسند تھا
بیٹا خودی کو مین نے جب آیا ہی تو پسند

غیرون نے شاد ربط بڑہایا ہے اندنون
کیونکر مزاج یار نہو پھر عدو پسند

گردن مین ہو رشتہ دار تعویذ
ہے اس کے گلے کا ہار تعویذ

ہے نقش لکھا ہوا یہہ حب کا
لٹ مین نہین نقش دار تعویذ

چوٹی کے لٹک رہا ہے لٹ مین
یا گنج پہ ہے یہہ مار تعویذ

بوبکرؓ و علیؓ عمرؓ و عثمانؓ
میرے ہین یہہ چار یار تعویذ

ہوتی نہین زلف کی بلا دور
باندہین وہ اگر ہزار تعویذ

پی لین پہلے ہول دل تو بس ہے
دہو کر وہ میرا مزار تعویذ

کیون اس سے نہ چشم بد کو روکی
ہے رخ کے لئے حصار تعویذ

پڑہجائے ہماری قوت دل
باندہے جو وہ ذی وقار تعویذ

کیونکر نہ کرون مین رشک اے شاد
اس بت سے ہے ہمکنار تعویذ

ہوا جو عشق ہین مین مبتلا درد جگر
تڑپ تڑپ کے بصد اضطراب و بیتابی
چھپا سے سے کہین چھپتی ہے بو مشک ختن
تڑپ کے جان جو نکلی ہوا یہی ثابت
رضا جو تیری ہو جانان ہین اسے ہم راضی

ہوئی نہ حیف کسی سے دوا درد جگر
تمام رات کہا دل نے ہاے درد جگر
الٰہی کوئی کہان تک چھپاے درد جگر
کہ جان کہو تا ہے بس انتہاے درد جگر
ہے اختیار ترا جو بڑھاے درد جگر

لڑائی آنکھ تھی کس فتنہ گر سے کہہ اے شاد
جو ہو گیا تجھے بیٹھے بٹھاے درد جگر

عدو کی چشم مین کھٹکا خس کوے بتان ہو کر
رہی ہو عالم اجسام مین جان جہان ہو کر
حوادث سے بچا لے سینہ پر داغ کو یارب
بروز حشر اے بت تیرے دیوانونکی وحشت
چڑھایا خاکساری نے عروج اوج پہ مجھکو
میرے گھر آتے آتے وہ رقیبونکے چلے گھر کو

کیا کار توانائی یہہ مین نے ناتوان ہو کر
کدھر آئے جناب شاد صاحب نام کہان ہو کر
چمن پھولا پھلا جائے نہ تاراج خزان ہو کر
اڑیگا دامن صحرائے محشیر دھجیان ہو کر
رہا آنکھون مین گردون کے غبار کاروان ہو کر
گئی تجا دری میری حبیب دشمنان ہو کر

ٹھکانا یار کا ہر جا ہے لیکن مل نہین سکتا
مکان بھی ہو گیا نظرون سے غایب لامکان ہو کر

حرم سے پھر نکل کر جا رہا ہون سوے بتخانہ
مرید مغ بنے ہے شیخ کیون پیر مغان ہو کر

لگے ہو گالیان دینے جو میٹھی میٹھی باتون مین
یہہ کیسی بدکلامی آمیان شیرین زبان ہو کر

میری طرز محبت کو عداوت غیر لکھتے ہین
کہین بگڑے نہ وہ اپنے گمانون مین بدگمان ہو کر

اشاران سے مژگان کے رقیبون جو ہوتے ہین
جگر مین عاشقون کے چبھ رہے ہین برچھیان ہو کر

خودی کو ہم نے کھویا جب ہوا حاصل وصال اسکا
نشان یار پایا شاد جب بے نشان ہو کر

سن کے وصف کاکل پیچان دراز
ہو گئی ہے عمر خضر ایجان دراز

سرو سے تشبیہہ کیونکر دیجئے
ہے کئی درجہ قد جانان دراز

عمر تھوڑی ہے بیان کیونکر کرون
قصۂ طول شب ہجران دراز

رشتۂ طول امل کوتاہ ہے
کر نہ تو دست ستم ایجان دراز

تنگی میدان دنیا دیکھہ کر
پاؤن مرقد مین کرے انسان دراز

ہے اٹھی جب تلک طول امل
ہو وے عمر حضرت سلطان دراز

شاد دنیا کی ہوس کیونکر مٹے
ہے یہہ مثل مدت زندان دراز

رکھلون نہ کیون مین دلکو بغل مین دبا کے پاس
جاتا ہی مجھکو شاد بت بیوفا کے پاس

ہم آشنا سے ہجر غم و رنج کیون ہون
دعوت ہی اونکو روز ہر ایک آشنا کی پاس

ظلم و ستم کو او بت کافر نہ بھول جا
انصاف ہوگا حشر مین اکدن خدا کے پاس

پہونچا جو اوس کے در پہ تو دل نے کہا مجھے
مدت کے بعد پہونچے ہین نا آشنا کی پاس

پہلو مین دل کے کیون ہو تصویر یار کی
بتخانہ جا رہے ہئے حرم کبریا کی پاس

زخمی ہزارون جنبش مژگان سے ہوگئے
کیا کیا سنان و تیر ہین تیری ادا کے پاس

پابوس تک جو ہم کو نہین اس کے دسترس
بیٹھے ہین سر لگائی ہوئی نقش پا کی پاس

پیچ پیچ راستہ ہی بلا کا ہے سامنا
ابدل سنبھل کے جا کہ ہے زلف رسا کے پاس

شاہ دکن ہمیشہ رہین شاد با مراد
میری یہی دعا ہی ہمیشہ خدا کی پاس

زاہد کو جسطرح سے ہے اوقات کی تلاش
رندون کو ساقیا ہی خرابات کی تلاش

کیون دل کو ہو نہ بوسۂ گیسو کی آرزو
دایم گدا کو رہتی ہے خیرات کی تلاش

شہ رگ سے بھی قریب ہی قرآن مین کہہ چکا
ناداں ہی جا بسو جو کرے ذات کی تلاش

دل کو بلائے زلف کی ہی لو لگی ہوی
عاشق کو ہی مصیبت و آفات کی تلاش

عقدے سے کھلین گے کیسی جو مشکلکشا نہو
دل دے ہے مجھکو قبلہ حاجات کی تلاش

آئینہ آگے رکھتے ہی صورت نظر پڑی
ہم نے صفات یار سے کی ذاتکی تلاش

مسجد مین میکشی کا ہی زاہد تجھے خیال
گہر مین خدا کے بھی ہی خرابات کی تلاش

ہے بے نیاز سب سے غنی اوسکی ذات ہی
ہرگز نہین ہے اوسکو کسی بات کی تلاش

خواہش بھی ہی شاد کی دیدار ہو نصیب
مجھکو نہین ہی کشف و کرامات کی تلاش

پڑگئی زلف سیہ فام کی حرص
مرغ دل کو ہے مرے دام کی حرص

آرزو دید کی ہے آنکھون کو
میرے کانون کو ہی پیغام کی حرص

نشۂ عشق سے ہون مست شراب
ساقیا مجھکو نہین جام کی حرص

عشق مین کھو دئے ننگ و ناموس
نہین رندون کو کبھی نام کی حرص

چین و آرام جو کھو بیٹھے ہین
عاشقون کو ہے کب آرام کی حرص

چکھہ چکے عشق بتان کا تو مزہ
اب فقط باقی ہے اسلام کی حرص

اس نے ایک بھی نہ لکھا خط کا جواب
کیا کرین نامہ و پیغام کی حرص

عشق ہے خام بتون کا اے دل
تو نہ کر اب طمع خام کی حرص

وصل کی شب مین کہون گا اوس سے
دل مین ہے بوسہ و دشنام کی حرص

جب نہین بنتی ہے کچھ صورت وصل
کیا کرین غسل کے حمام کی حرص

ایسے بدنام ہوئے الفت مین
ننگ کی کچھہ نہ رہی نام کی حرص

دیکھکر چوٹی کا تیرے گجرا
بلبلون کو ہوئی گلدام کی حرص

عشق مین تیرے ہوئے خانہ بدوش
رہی ہمکو نہ در و بام کی حرص

قبر میکش سے یہہ آتی ہے صدا
باقی اتنگ ہے مے و جام کی حرص

ہند سے شام کو پہونچا تو ہوئی
مجھکو بھی زلف سیہ فام کی حرص

کعبۃ اللہ کو جو پہونچے ای شاد
دل نے کی جامۂ احرام کی حرص

جو لامکان ہے اوسی کچھہ نہین مکان سے غرض
زمین سے اوسکو غرض ہے نہ آسمان سے غرض

حرم مین دیر مین بتخانہ مین کلیسا مین
جدہر دو یار ملے ہے ہمین وہان سے غرض

اگر ہو دونون جہان مین تو تجھسے ہے مطلب
نہ یان سے ہمکو غرض ہے نہ کچھہ وہان سے غرض

ہوئے ہین مستعد قتل ہم رضا پہ تری
ہے سرکٹانے سے مطلب نہ امتحان سے غرض

فراق گل سے چمن مین ہے نغمہ زن بلبل
نہ آشیان سے غرض نہ باغبان سے غرض

مین دیر و حرم دونون سے جاونگا کسطرح اے شاد
مجھے تو شاہ دکن کے ہے آستان سے غرض

لکھتا ہون مین روز روز اوسے بار بار خط
لکھتا نہین جواب مین وہ گلعذار خط

رحم آئیگا کبھی تو کسی خط کو دیکھ کر
اوس گل کو ہم نے لکھے ہین بلبل ہزار خط

اللہ رے اشتیاق کبوتر بلا جو ایک
ہر ایک پر کو باندہ دئے چار چار خط

پہونچا نہ یار کو نہ تو واپس ہوا مجھے
سنتے ہیں یہہ کیا ہو امیر نے پروردگار خط

دیکھا پیام وصل تو مین نے بشرط شوق
آنکھوں سے پہر دل پہ سر پہ رکھا بار بار خط

چٹھی پتہ لائی ہے جو رقیبون نے کچھ اور
پڑھتا نہین کبھی وہ ھر انیہار خط

شاید کہ طول ہوسی پڑھتا نہین وہ شاہ
اب سے لکھین گے اوسکو بہت اختصار خط

سنتے ہیں ہر دم تو یون نہ کہا واعظ
ہاں میرا ذرا کہا واعظ

شام تک بیٹھ کر سر منبر
صبح سے بک رہا ہے کیا واعظ

وعظ کس کو ترا کرے گا اثر
چپ بھی رہ کر خدا خدا واعظ

زندہ ہین ہم نہ کر مذمت سے
پہر نہ ایسی کبھی سنا واعظ

کچھ تو پی ہوگی آج اس نے شراب
جو کہ اتنا بہک گیا واعظ

عیب جیتی نکر تو رندون کی
عفو کر دے گا سب خدا واعظ

دختر رز کے ہجر مین بیمار
اس مرض کی تو کر دوا واعظ

آج انکار ہم سے کرتا ہے
مے جو اوس روز پی گیا واعظ

شاد کرتا ہے پند رندوں کو
لوگ کہتے ہیں چپ گیا واعظ

ہیں جو دلمیں یہ میرے ارمان جمع
حضرت عشق کے ہیں سامان جمع

ہو اگر خاطر پریشان جمع
کیجیے حال زلف پیچان جمع

آرزو خواہش اور شوق امید
میرے دلمیں ہیں سب یہ مہمان جمع

غمزہ و عشوہ اور ناز و ادا
سب تیری جان کی ہیں خواہان جمع

خال مشکین نہیں ہیں چہرے پر
ہیں در حسن کے یہ دربان جمع

اس سے پڑتا ہی تفرقہ دل میں
مال کیون کرتے ہین یہ انسان جمع

دونو رخسار و خط سے خالق نے
کئے دو جلد مین ہین قرآن جمع

ایک تو وہ تیرے اشارون کا
دلمین رکھتا ہون مثل پیکان جمع

مرحبا جلد آ تو جوشش جنون
تا کہ ہو جائین جیب و دامان جمع

آج زخمون کو کیون مزا نہ ملے
کیے اس نے کئے نمکدان جمع

طبع کی گر یون ہی روانی ہے
کیون نہ ہو جائے یہ اپنا دیوان جمع

داد کیونکر نہ دین سخن کی شاد
اچھے اچھے ہین یان سخندان جمع

گلہ نہین جو نہو گور مین ضیاے چراغ
کسی رقیب نے اونکو پڑہائی ہی پٹی
حوادثات مین ایسی گذر رہی ہی عمر
نقاب منہہ پہ جو ڈالے ہو فائدہ کیا ہی
مرے جو ہم سر قشقہ و عشق ابرو مین
ہمین تو چہرہ روشن دکہا کے خلوتمین
خدا بچاے ہمیشہ عدو کے جہو کون سے
ہمین ہی خوف اندہیرے کا گور کی ہرگز

ہجوم داغ جگر سے ہی ہمین بجاے چراغ
نہ آئے قبر پہ پہیرے نہ وہ جلاے چراغ
ہوا کے زور سی جسطرح جہلملاے چراغ
چہپے نہ پردہ فانوس سے ضیاے چراغ
بتون نے مسجد و درگاہ مین جلاے چراغ
وفور شرم سے اوس شوخ نی بجہاے چراغ
کوئی خزان مخالف سی کیا چہپاے چراغ
طلوع مہر رسالت جو ہو بجاے چراغ

مجہے تو شمع رسالت کا عشق ہی استاد
ہمین ہیں صورت پروانہ آشناے چراغ

فضل رب سے گوسر آیا افضل و اعلی دماغ
آنکہ بہر حوران جنت کو نہین جو دیکہتا
شاہ چندا کا حقیقت مین بہرون کیونکر نہ دم
میر محبوب علی شاہ دکن کا ہی مطیع
عارضی ہے یہ رنگ ...... دو دن بن سیٹہ بلکہا گیا

راز احمد پا سکون مجہہ مین کہان استاد دماغ
بندہ رب العلی کا عرش پر ہے کیا دماغ
فیض بخشی سر او نہین ہو گیا اعلی دماغ
کیون نہو وے شہر اپنی شاد اب تیرا دماغ
حسن پہ ایجان تمہین لازم نہین استاد دماغ

چھوڑدی یاد الٰہی کو بتون کی دھیان مین
زاہدا کاہی کو ایسا ہو گیا تیرا دماغ

وصل کی شب ہم گلے آکر لپٹ جا بیدریغ
کر نہ میرے ساتھ اتنا ای بت رعنا دماغ

جان و دل کو صرف کرتا ہون خدا کی راہ مین
حاتم طائی سے بڑھکر کیون نہو میرا دماغ

تجھے کوئی وہ دن کہ ہمدم تھا جواب آتا نہین
اے بت کافر ملانی پر تجھے اتنا دماغ

روک لے اپنی زبان پند و نصیحت سے گذر
ناصحا بک بک سے تیری پک گیا میرا دماغ

شاہ کے الطاف سے حاصل ہے تخت سروری
ہو گیا تاج اطاعت سے میرا بالا دماغ

شاعری آسان نہین جو مشقت سے نا تھے
شعر کیا لکھون کہان سے لاؤن مین اتنا دماغ

تو ہے خاکی بس تجھے اب خاکساری چاہیے
یہ تکبر الامان اے شاد یہ تیرا دماغ

بیان بتون کے آگے کرو نہین کیا اوصاف
مزاج مین نہین ان ظالمون کے کچھ انصاف

ترا وہ حسن خداداد ہے صنم بخدا
کوئی نظیر نہین جسکا قاف سے تا قاف

نہ بھول ظلم و جفاؤن کو اب بت بیدین
بروز حشر ترا میرا ہوئیگا انصاف

خطا ہوئی جو لیا مین نے بوسۂ گیسو
کرو خدا کے لیے جان من قصور معاف

حسین و شوخ و جفا جو و جانستان عیان
کہان تک اب بت رعنا کرون تیرا اوصاف

خدا ہے قادر مطلق ہمہ عادل و منصف
پسند کیون نہو خالق کو عدل اور انصاف

ہوئی توجہ کامل جو پیر کی اے استاد
میرا یہہ آئینۂ دل ہوا دوئی سے صاف

غمزۂ ناوک قضا سے ہے عشق
عاشقون کے لئے بلا ہے عشق

آفت جان و فتنۂ محشر
پوچھتے کیا ہو مجھ سے کیا ہے عشق

اثر عشق سے ہو بے بہرہ
کیا بتاؤن تمہین کہ کیا ہے عشق

جیسے پتھر مین ہے شرر پنہان
پردہ دل مین آچھپا ہے عشق

کس مزہ کو مین اوسپہ دون ترجیح
نعمتِ زیست کا مزا ہے عشق

ایک سے ایک بڑھکے ہین ظالم
دلربا تو تو جان ربا ہے عشق

خوفِ طوفان غم نہین اس کو
جس سفینہ کا نا خدا ہے عشق

بوالہوس کو نہین ہے قدر اوس کی
عارفون کو خدا نما ہے عشق

تونے مانا نہ اسے دلِ ظالم
کیون نہ کہتے تھے ہم برا ہے عشق

ہم مین اوس مین رہیگا کیون نہ خلاف
باوفا ہم تو بے وفا ہے عشق

اس مرض کی دوا نہین اے استاد
سچ تو یون ہے کہ لا دوا ہے عشق

آنکھہ نے فرقت مین وہ ندی بہائی انفلاک
تیری کشتی دیکھ لی چکر مین آئی انفلاک

عشق مین جو کچھ مصیبت ہمپہ آئی انفلک
ہمنے مر مر کے وہ سب سرپہ اوٹھائی انفلک

دن پھرین کیا گردش قسمت سے اپنی عمر بھر
انتظار وصل ہی مین موت آئی انفلک

تابکی ضبط فغان فرقتمین ہم کرتی رہین
عرش تک نالون کی اب ہوگی رسائی انفلک

کھینچکر وہ تیغ آتا ہے مگر پھر امان
تیری سفاکی کی دیتا ہون دہائی انفلک

جامہ ازرق کا تیری چال سب پر کھلگیا
رات دن پھرتا ہے کیون کرتا گدائی انفلک

ملگئی مٹی مین ہم جب بھی نہین نکلا غبار
تیرے دلمین خاک سے ہمسی صفائی انفلک

اب تو نوبت آگئی ہے وہ کہ دنیا سے اوٹھین
تا سکے ہم سے اٹھی درد جدائی انفلک

شاد کو کیونکر کرین گی وعدہ وصلت سے شاد
روتی روتی ہجر مین جان لب پہ آئی انفلک

عاشقون کے لئے جفا کب تک
یہہ رہیگا ستم ترا کب تک

کچھ ترے جور کا ٹھکانا ہے
صبر آخر کرون دلا کب تک

سچ یہ تو کہدے رہیگا خوابیدہ
اے میرے بخت نارسا کب تک

اے فلک خاکمین ملائے گا
پیس کر ہمکو سرمہ سا کب تک

یا الٰہی رہے گا غیرون پر
ملتفت شوخ بیوفا کب تک

پھیر دے جلد تیغ گردن پر
ہمکو تو آزمائے گا کب تک

آلپٹ جا گلے سے ایجانان
چاہئے وہ ساغر مے ناب

ہو شب وصل یہہ حیا کب تک
وہ و تسبیح زاہدا کب تک

ہو گی مقبول شاد تیری دعا
بر نہ آئینگی مدعا کب تک

اسقدر لایا فراق یار رنگ
زاہدا آنکھین تیری کیون سرخ ہین
ہے خفا شاید کسی پر آج وہ
کی یہہ بیرنگی فراق یار سنے
سرخ مے ہی جشن ہی ہولی کا آج
کیا زمانہ کی کہون نیرنگیان

اب سکے پہاگن مین رہا بیکار رنگ
لائی ہے کیا نشہ سرشار رنگ
اس لئے بدلا ہی روئے یار رنگ
مین ہون اوس سرمچھ سی بیزار رنگ
زاہدا جلدی سے تو دستار رنگ
بدلے گر گٹ کی طرح سو بار رنگ

کہیلو ہولی خوب تم دل بہر کر شاد
آج لایا ہی میرا دلدار رنگ

یہہ مردہ نہین ہی جلانے کی قابل
عجب آتش عشق مین ہے تجلی
بلا آفت ہجر مین یا درب ہے

ہے خاک قدم مین ملانیکی قابل
یہہ آتش نہین ہے بجھانیکے قابل
یہہ آفت نہین ہے بھلانیکی قابل

خدا نے دیا ہے جسے تاج شاہی
وہ گردن نہیں ہی جو جھکانیکے قابل

جو ہیں صاف سینہ ملوان سے صاحب
یہہ سینہ نہیں ہی ملانیکے قابل

یہہ گل جو کہلائی ہیں دلبر فلک نے
یہہ گلشن نہیں ہی دکھانیکے قابل

عجب تیغ قاتل ہے ابرو تمہاری
یہہ ہر دم نہیں ہی ہلانیکے قابل

جو پایا تمہیں شاد نو آج دلمین
تو شادی ہوی شادیانیکے قابل

دیر و کعبہ مین کہاں جاتے ہین ہم
آپ ہی کو آپ ہین پاتی ہین ہم

راز مولے ہی عجب راز خفی
جس سے کہنی کو بھی شرماتی ہین ہم

داغ سی سینہ گلستان ہو گیا
عشق مین اوس گل کے گل کہاتے ہین ہم

دیکھتے ہین دلمین جب صورت تیری
منا کے چپ خاموش رہجاتے ہین ہم

فضل مرشد سے خدا کی یاد مین
شاد اپنے دل کو بہلاتی ہین ہم

راہ کعبہ چھوڑ کر جاتے ہین بتخانہ کو ہم
توڑ کر ظرف وضو لیتے ہین پیمانہ کو ہم

اپنے دل سی مذہب شیخ و برہمن چھوڑ کر
ایک روش پر دیکھتے ہین خویش و بیگانہ کو ہم

زندگی مین وصل تیرا غیر ممکن ہی اگر
بعد مردن گر ملے راضی ہین مرجانیکو ہم

دل ہمارا تنگ آیا ہجر سے تیرے صنم
کیا کرین جائین کدہر اب تکی بہلانیکو ہم

روز وصل یار مین آنیکو ہے فصل بہار
شاد آباد اب کرینگے دلکی ویرانہ کو ہم

دل سے اپنے اوس پری رو پر فدا ہوتے ہین ہم
مر ہی جاتے ہین تو اوس سے کب جدا ہوتے ہین ہم

زہد و تقوی کبر و کینہ بغض و الفت چہوڑ کر
چہوڑ کر سب تن سے اپنے بریا ہوتے ہین ہم

راز مولی جسکہ پایا ہم نے اپنے پیر سے
چہوڑ کر دل سے خودی کو خود فدا ہوتے ہین ہم

حسن اوسکا ہم نے دیکہا مہر و مہ سے بیشتر
شمع رو پر مثل پروانہ فدا ہوتے ہین ہم

فضل رب سے عمر بہر اے شاد دنیا کی کہو
ایکدم مین نیکنام و دوسرا ہوتے ہین ہم

جب اکیلے گہر مین گہبراتے ہین ہم
سر کو در در از پسی ٹکراتے ہین ہم

زلف مین پہر دلکو اولجہاتے ہین ہم
سر پہ پہر سکالی بلا لاتے ہین ہم

چین یکدم زیست مین ملتا نہین
ایسے جینے سے تو مر جاتے ہین ہم

کیا کہین لالہ رخون کے عشق مین
کیسے کیسے دل پہ گل کہاتے ہین ہم

گر وصال دلربا دشوار ہے
جان سے اپنے گذر جاتے ہین ہم

گہر کو اپنے گر نہین بلواسے یار شاد
سر سے آنکہون سے چلے جاتے ہین ہم

کچھہ تو غیرت کا ہمارے رکہہ خیال
یہہ دل ناداں سمجھتا ہی نہیں
شوق مین تعویذ زلفِ یار کے
جب وہ گہر آتے ہین کھتے ہین ہمی
روتے ہین ہم گاہ ہنستے ہین کبھی
کانپتے ہین حاملان عرش بھی
اسقدر لغزش ہی دل کو غیر سے
یاد آتا ہی خیال زلف جب

دو جہان مین تیرے کہلاتے ہین ہم
سو طرح سے اس کو سمجھاتے ہین ہم
عرضین قبر و نیہ بند ہوا تے ہین ہم
رات تھوڑی رہگئی جاتے ہین ہم
ہر طرح سے دل کو بہلاتے ہین ہم
بیخودی مین جبکہ چلاتے ہین ہم
اپنے سایہ سے بھی گہبراتے ہین ہم
مثل کاکل دل ہین بل کہاتے ہین ہم

شاد جب ملتے ہین اونسے وصل مین
شوق سے ہر دم لپٹ جاتے ہین ہم

بندے ضعیف ہین تیرا ای بے نیاز ہم
عجب و غرور و ناز سے کیا کام ہی ہمین
اوچھے نہین جو صورت منصور اچھل پڑین
گم ہوگئی ہین اپنی حقیقت مین اسقدر
ہم سب کو شغل یاد مین و سا عزا مدین

کیونکر اوٹھا سکینگے ترا بار ناز ہم
تیرے نیاز مند ہین آ بے نیاز ہم
حق بھی کسی سے کہہ نہین سکتے ہین راز ہم
کیا جانے کیا ہے معنی لفظ مجاز ہم
دنیا ہین سا قیا رہین کیا پاکباز ہم

کی اپنی عمر نذر شب وصلت پہ کوتہی
کچھ کہہ سکے نہ قصۂ زلف دراز ہم

ذلت سے دو جہان کے ہم بچ گیا ہمیں خیال
جب تک نہ دل سے دور کریں حرص آز ہم

عابد ہیں آپ اور ہیں معبود آپ ہی
کہدو جناب کسکی پڑے ہیں پہر نماز ہم

ہم ناتواں ہیں کبھی اسے بیت ترا کہا
مشہور ہو گئے ہیں عبث حیلہ ساز ہم

جانبازی ہمنے کی ہوئے اغیار سرفراز
سمجھو فقیر ہی آپ ہیں یا داد و باز ہم

اے شاد مانگتے ہیں مرادیں جو دل میں ہیں
پڑھتے ہیں اوٹھ کے صبح کی جسدم نماز ہم

خود کو کرتے ہیں فنا نام دوئی ڈھاتے ہیں
ہم تصور میں ترے اور مزا پاتے ہیں

خیر کچھ ہم کی ہاں بھی سے باقی ملجائے
جام دل لیکے سوئے میکدہ پھر جاتے ہیں

پڑھ ہم جا بان میں چلے آئیں وہ بھی پیچھے
کہدو یوں ناصح مشفق سے کہ ہم آتے ہیں

جاتے ہیں جان و جگر سے سوئے ملک عدم
ہاتھ جب رکھ کے کمر پر وہ چلے جاتے ہیں

آشنا دیدۂ دل وہ یگانہ ہے کہ اب
غیر نظروں میں مری دیکھو نہیں آتے ہیں

ہم تو سمجھے ہوئے بیٹھے ہیں ازل ہی سے ہر بات
حضرت خضر پھر اب کیا ہمیں سمجھاتے ہیں

شاد دلشاد رہو گھر میں کہ ہم وحشت سے
دل کے بہلانے کو اب سوئے چمن جاتے ہیں

کہین کیا فلک کے ستائے ہوئے ہین | مصیبت مین ہم آزمائے ہوئے ہین

نہ گیسو تیرے پیچ کہائے ہوئے ہین | یہہ کالے نیا رنگ لائے ہوئے ہین

جو تیری حقیقت کو پائے ہوئے ہین | وہ ہستی کو اپنے مٹائے ہوئے ہین

رولانا سمجھکر مجھے اے ستمگر | یہہ نالے میرے عرش ڈہائے ہوئے ہین

کچھہ حال ہم دردمندون کا پوچھو | ہزارون ہی صدمہ اٹھائے ہوئے ہین

معطر سر رخ سے نکلین گے آنسو | یہہ پہولون مین موتی بسائے ہوئے ہین

نہ دیکہا کرو یون غضب کی نظر سے | ہو چوٹ ہم دل پہ کہائے ہوئے ہین

شب ہجر گریان نہین دیدۂ تر | یہہ چشمے میرے جوش کہائے ہوئے ہین

نہ کیون ابر مین ہو نہان مہر تابان | وہ عارض پہ کاکل جہائے ہوئے ہین

دکہاؤن مین کیا اپنے داغون کو شاد
یہہ پرکالے آتش لگائے ہوئے ہین

اے عشق تو نے ہمپہ ستم کیا کیا نہین
رنج و غم و مصیبت و درد و الم بتو
روز شمار مین بہی نہو جسکا کچھہ شمار
تشبیہہ تیرے زلف کو ناگن سے کیون نہ دون

وہ کونسا ہے رنج جو ہمپر پڑا نہین
ہمنے تمہارے عشق مین کیا کچھ سہا نہین
جور و جفا کی تیری فلک انتہا نہین
کاٹا ہی جس کو اوس نے وہ پہر جیا نہین

تم کو علاج کی ہی عبث فکر اے مسیح
جز وصل اس مریض کی کوئی دوا نہین

ظاہر ہے ذرہ ذرہ مین وہ مثل آفتاب
واعظ بتا دے مجہکو کہ کسجا خدا نہین

جز ذات حق ہی سبکو فنا اے جناب خضر
دنیا مین کوئی آکے ہمیشہ رہا نہین

جن کو غرور مال تہا وہ اب کہان رہے
روئے زمین پہ ملتا کسیکا پتا نہین

کرتے شب وصال ہو کیون حیلہ بار بار
عاشق کے ساتہہ کرتا کوئی یون دغا نہین

منت سے پانون آپکے پڑتا ہون بار بار
کیا لائق قبول میری التجا نہین

وہ کونسا ہی دن نہین چلتا جو مکر غیر
کس روز مجہہ پہ وہ بت کافر خفا نہین

ناحق ہین دور وہم سے یہ شیخ و برہمن
شہہ رگ سے ہے قریب وہ ہم سے جدا نہین

دکہلا رہے ہو غیرون کو بہی جلوہ ظہور
بے پردہ ایسے ہو کہ تمہین کچہہ حیا نہین

ہین سنگدل یہ ایسے کہ کرتے نہین ہین رحم
پیدا انہون کی ذات مین گویا وفا نہین

کسطرح شکل یار تجہے آئیگی نظر
دی دل کے آئینہ کو جو تو نے جلا نہین

قسمت مین جس کے جو ہی وہی پیش آئیگا
اے چرخ پیر تجہہ سے ہمارا گلا نہین

نفرت ہی کس لئے تجہے زاہد شراب سے
کیا مرشدون کا تو نے پیالہ پیا نہین

ہو خاتمہ بخیر مرادین بر آئین سب
اس کے سوا اے شاد کا کچہہ مدعا نہین

طلسمات قدرت کا گلزار ہون مین
کہین شکل گل ہون کہین خار ہون مین

مین اپنا ہی عاشق ہون معشوق اپنا
مین ہی دلربا اور دلدار ہون مین

کبھی جا کے مسجد مین کرتا ہون سجدہ
کبھی بت کدہ کا پرستار ہون مین

مین رہتا تہا آزاد وحدت کے اندر
یہہ کثرت مین آکر گرفتار ہون مین

یہہ کثرت مین آشاد بندہ کہایا
حقیقت مین حق ہون وسردار ہون مین

مین تجہہ سے نہ مہر و وفا چاہتا ہون
کسی طور تیری رضا چاہتا ہون

مجھے اب میری جان قسم ہی خدا کی
دل اپنا مین تجھکو دیا چاہتا ہون

کرونگا مین ہرگز نہ خواہش ارم کی
جدہر تو ملیگا ملا چاہتا ہون

ہے خواہش میری تیرے ہاتھون سے ساقی
شراب طہورا پیا چاہتا ہون

تصور ترا مجھکو رہتا ہے ہردم
ترے زلف مین پہر پہنسا چاہتا ہون

ز روے ترحم اگر مجھکو دیوے
پہر اک بوسۂ لب لیا چاہتا ہون

قسم ہے خدا کی میری جان مین تیرا
دل و جان سے بندہ ہوا چاہتا ہون

اب آشاد دل سے دوئی کو مٹا کر
خدا خود مین آپ ہی ہوا چاہتا ہون

بیشتر ہم ان کی اطاعت مین دعا کرتے ہین
حیف صد حیف کہ وہ ہمپہ جفا کرتے ہین

وہ کرین ہمسے وفا یا کہ کرین جور و جفا
ہمتو ہر حال مین جان اپنی فدا کرتے ہین

نہ سناؤ کوئی اب انکی شکایت ہمکو
وہ جو کرتے ہین بہر حال بجا کرتے ہین

آپ ہی دیکھتے ہین اپنا تماشہ ذرات
دل کے آئینہ کو یون اپنے صفا کرتے ہین

غیریت کا جو اٹھا دیتے ہین آنکھون سے خیال
اپنی ہستی کو ہم اپنے سے جدا کرتے ہین

رحم فرماوین کہ وہ ہمپہ کرین جور و ستم
سر کو ہم خم پئے تسلیم و رضا کرتے ہین

دیدہ دل سے اوٹھاتے ہین دوئی کا پردہ
پہلے مرنے سے جو اپنے کو فنا کرتے ہین

شاد کچھ یاد تمہین ہے نہین مطلب اپنا
روز و شب ہمتو بدل یاد خدا کرتے ہین

کسی کے آستانہ پر رہی یہہ جبین برسون
مٹایا مین نے قسمت کا لکھا یون ہمنشین برسون

منایا تھا عدو کے سامنے اسکو تصور مین
اسی اک بات پر روٹھا رہا وہ نازنین برسون

سہے تھا صبح گزرا ہین عمر کی گردش کے ہم کیونکر
بھلا آرام سے بیٹھے ہین عاشق بھی کہین برسون

خفا تم ہو ہوا یان پر شکن امید کا دامن
رہے گی اب یہہ آنکھون مین میری چین جبین برسون

سبب پوچھا تھا مین نے کیون عدو پر مہربانی
ذرا سی بات پر مجھسے رہا وہ خشمگین برسون

مہینون منتظر وعدہ وفائی کی رہے ہم بھی
کبھی نکلا نہ منہہ سے آپکے ہان پر نہین برسون

لب شیرین کو چوسا تھا کبھی اپنی تصور مین
اسی پر ہے مزہ سمجھا کئی ہم انگبین برسون

تمہاری کوچہ کی ہمنے جبینون خاک چھانی ہے
رہی ہے سجدہ گاہ شوق اپنی یہ زمین برسون

یہہ محبوب علیشاہ دکن باحشمت و عظمت
بحق مصطفےٰ یارب یہین مسند نشین برسون

ستارہ اوج پر اقبال کا اسکے ہو دائم
رہے با شوکت و حشمت جہان زیر نگین برسون

دل سے تیرے نکلنے جاتا نہین
ہون غشی مین ہوش تک آتا نہین

بام پر وہ ماہ کب آتا نہین
رشک سے کب چہرہ شرماتا نہین

ہجر مین ظالم تیرے بیتاب ہون
کیا کرون دم بھی نکلجاتا نہین

وصل کی امید و بیم ہجر مین
کیا مین اپنے دل کو بہلاتا نہین

کیا مزے کی جائے ہے ملک عدم
جو گیا وہ ان سے پلٹ آتا نہین

جب سے تیری یاد مین مشغول ہون
غیر کا کچھہ بھی خیال آتا نہین

سیکڑون وعدون پہ قسمین ہو چکین
پھر بھی کہتا ہے قسم کھاتا نہین

دھیٹ ایسا ہو گیا ہون عشق مین
صدمہ فرقت سے گھبراتا نہین

تیری ہستی مین فنا ہون اسقدر
خود کو اپنے مین کبھی پاتا نہین

پڑگئی ہے بے حجابی کسقدر
غیر سے بھی آنکھہ جھپکاتا نہین

جان و دل سبھی تجھ پہ مشکل کہو کن
کب میرے دل میں خیال آتا نہیں

نقش بیٹھتا نہیں کس دن مزاج
زلف وہ کس سے بنایا جاتا نہیں

کیا خط سے اوس کے میں بھی گر گیا
استخوان تک جو ہما کھاتا نہیں

عشق میں تو کھو دیا ہوں عقل و ہوش
کیا کروں اب کچھ کہا جاتا نہیں

کس لیے خط کو میں لکھوں قاصدا
ناتوانی سے ہلا جاتا نہیں

بیقراری کا خدا ہووے بھلا
ہجر میں دم بھر بھی چین آتا نہیں

رات دن رہتا ہوں غم میں مبتلا
کوئی آ کر مجھکو سمجھاتا نہیں

پند سے تیرے نہوگا کچھ اثر
ناصحا کیوں اس سے باز آتا نہیں

ساقی کوثر مجھے اک جام دو
تشنہ لب ہوں قرار آتا نہیں

جو نفس ہے ذکر میں مشغول ہے
کوئی دم خالی مرا جاتا نہیں

آبرو کو کھو دیا ہے عشق میں
اب کسی سے شاد شرماتا نہیں

ہر گھڑی طرز عتاب اچھی نہیں
یہہ رکاوٹ ایحباب اچھی نہیں

شوق جمع مال ہے بے فائدہ
فکر کار ناصواب اچھی نہیں

اے فلک کب تک جفاؤں کا ہجوم
یہہ بنا سے انقلاب اچھی نہیں

پہلے ہی کیون زلف کا عاشق ہوا
اے دل اب پیچ و تاب اچھی نہین

کہتے تھے ساقی سے میکش نوم مین
آج کی بالکل شراب اچھی نہین

ایک بوسہ مین نے مانگا تو کہا
بات یہہ خانہ خراب اچھی نہین

سخت جان ہون کٹ سکیگا کیا گلا
آپ کے خنجر کی آب اچھی نہین

عالم رویا مین بہی آتے ہین صنم
آج کل تعبیر خواب اچھی نہین

پل مین ڈہل جاتی ہے سایہ کیطرح
گرمی حسن شباب اچھی نہین

وصل کی شب مین نے چھیڑا تو کہا
یہہ تیری طرز شتاب اچھی نہین

چکھہ لے ای دل جام وحدت کا مزا
ہیچ کثرت سے شراب اچھی نہین

آگئی پیری اوٹھو غفلت سے شاد
صبح دم نیند ای جناب اچھی نہین

کیون پڑا ہی عاشقی کے دہیان مین
اک نہ اک دن آئیگا طوفان مین

پیچ و تاب دل کی حالت مو بمو
زلف کہتی ہے تمہارے کان مین

جان و ایمان بہی دیا دل بہی دیا
اور کیا دون کچھہ نہین امکان مین

عاشقی کتنی فرشتے کی بات ہی
جزو اعظم ہے یہی انسان مین

عشق ہر کشتی کا ہے ناخدا
اس لیے بیخوف ہون طوفان مین

بوسہ مانگا تو کہا جھنجلا کے یون — کچھ سلیقہ بھی ہی انسان مین

عشق تیرا ہی کہیں ہے پر احباب — فائدہ اس سے ہی نقصان مین

کی مسیحائی پیام وصل نے — آ گئی جان پھر تن بیجان مین

عشق احمد مصطفیٰ دلمین ہے شاد — دم نکلجاوے اسی ارمان مین

مجکو آنیکا حکم عام نہیں — غیر کو کچھ بھی روک تھام نہیں

مین ہون گمنام کوئی نام نہیں — لامکان ہے کہ دو مقام نہیں

دیدیا دل کو مین نے مفت تجھے — ہے یہ سودا کوئی دام نہیں

سونی کیسی ہے ساقیا مجلس — بزم مین آج دور جام نہیں

یا الٰہی کدھر گیا قاصد — آیا اب تک کوئی پیام نہیں

اب تو ہم از غیر ہونے لگے — آپ سے ہمکو کوئی کام نہیں

کہہ اوٹھے یون سوال وصل پہ وہ — منہ کو تیرے ذری لگام نہیں

کبھی وعدہ کیا کبھی انکار — بات کا ان کے کچھ قیام نہیں

مین ہون بندہ تو تو ہی بندہ نواز — اس مین یارب کوئی کلام نہیں

وصل کا ان سے آج ہی اقرار — ہائے جلدی سے ہوتی شام نہیں

اوس کی جھوٹی شراب دی ساقی
ایسی مے پینا بھی حرام نہین

ایسے بگڑے ہین مجھسے وہ آشاد
راہ مین بھی کبھی سلام نہین

دل بہلنے کی کوئی راہ نکالون تو کہون
یہہ جو پھیلا ہے اسے آج مٹالون تو کہون

زاہدا اوس بت بیدین کو لالون تو کہون
پہلے پھسلا کے اوسے رام بنالون تو کہون

یار کے حسن سے یوسف کو مین کیا دون تشبیہ
میرے پہلو مین اوسے پہلے بٹھالون تو کہون

وصل کی رات مین وہ آکے ہو تسلی کیسی
پہلے دلبر کو گلے سے مین لگالون تو کہون

دوستو پوچھتے ہو قصۂ بے تابی دل
ٹھہرو ٹھہرو اسے مین پہلے سنبھالون تو کہون

جو وہ جانے لگے ہین غیر کے گھر چھپ چھپ کر
ابھی دو چار گواہون کو بلالون تو کہون

جو گذرتی ہے میرے دل پہ کہون کیا آشاد
حال اپنا مین اوسے پہلے سناؤن تو کہون

اتنا غیر سے کرتے ہو جتیون سے بیٹھے ہین
تنی ہے تیغ ابرو قتل پر وہ تنکر بیٹھے ہین

قیامت ہوت بپا کی ہے انہون نے آج محفل مین
میرے پہلو سے اٹھکر متصل دشمن کے بیٹھے ہین

کہنچی ہے تیغ ابرو نشان ہمارا سینہ ہے جسم
کھڑے ہین سامنے ہم جنگ کو وہ تنکر بیٹھے ہین

کسی کی قضا آئیگی کسیکی جان جائیگی
بنا کر صبح سے زلفون کو وہ بن ٹھن کے بیٹھے ہین

پہلا دیکھیں تو محفل آج کی کیا رنگ لائیگی ۔ وہ خنجر ہاتھ میں لیکر بہو کا بنکی بیٹھے ہیں

ذرا لاؤ ہنگ چھپٹی کا سر محفل نکالا ہے ۔ نقاب رخ اٹھا کر آڑ میں چلمن کی بیٹھے ہیں

نہ گلجائے کہیں خون شہید ناز کا دہبا ۔ بوقت دفن کیوں وہ غسل مدفن کے بیٹھے ہیں

تکلیف کا نتیجہ آخر انجام انفعالی ہے ۔ وہ ہنگی کیطرح وہ بیگ جائیں جو ہنگی بیٹھے ہیں

مے و ساقی و ساغر یار و باغ فرحت افزا ہے
فقط ہم شاد صاحب منتظر ساونکی بیٹھے ہیں

دل میں ہے تیری آرزو مجھکو ۔ کیوں نہیں چاہتا ہے تو مجھکو

اب سر دست آرزو ہے یہی ۔ رکھہ تو قدموں کے روبرو مجھکو

دیر و کعبہ میں ڈھونڈھتا ہوں تجھے ۔ رہتی ہے تیری جستجو مجھکو

شب ہجران میں الفت گیسو ۔ لئے پھرتی ہے کو بکو مجھکو

بوسہ مانگا تو بولا ہوکے خفا ۔ کیوں عبث چھیڑتا ہے تو مجھکو

میں گنہگار ہوں غفور رحیم ۔ بہر حسنین بخش تو مجھکو

وصل کی شب میں ٹال کے باتیں ۔ نہیں بہاتی یہہ گفتگو مجھکو

چشم وحدت سے دیکھتا ہوں جدھر ۔ نظر آتا ہے تو ہی تو مجھکو

دیکھا ہر رنگ میں تیرا جلوہ ۔ آئی ہر گل سے تیری بو مجھکو

زاہد احسن یار کا جلوہ ہے | نظر آتا ہے چارسو مجھکو

ہے میرا خاتمہ بخیر اے شاد
کچھ نہیں اور آرزو مجھکو

عشق میں تیرے جان و تن صدقہ کیا جو ہو سو ہو
تقویٰ و زہد چھوڑ کے آئے ہیں سر منڈا کے ہم
مکر و ہی سی چھوڑ کر اپنی خودی کو توڑ کر
آفت رنج و درد و غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
ہاتھ سے اوس کے جام مے پی لیا جو ہو سو ہو
بادہ عشق ساقیا میں پیا جو ہو سو ہو

سہکے ہزاروں رنج و غم یار کے بیٹھے ہیں ہم
شاد بتوں کو جیتے دل دے دیا جو ہو سو ہو

مجھسے اے جان کوئی کام تو لو
شاد کمتر ہے بندہ بے دام
ساتھ غیروں کے میکشی ہو دام
ہے اطاعت گزار مجھسا کون
وعدہ وصل سے مکرتے ہو
مجھکو ہونے لگی غشی تو کہے
اس کی جھوٹی شراب ہے زاہد
میں بجا لاتا ہوں سلام تو لو
منت آتا ہے یہ غلام تو لو
ہاتھ سے میرے کوئی جام تو لو
سامنے میرے اوس کا نام تو لو
سر پہ اللہ کا کلام تو لو
بوئے گیسوئے مشک فام تو لو
تم نہ سمجھو اگر حرام تو لو

زلف کے پیچ سے نجات نکل | واسطے مرغ دل کے دام تو لو
قتل کرتا ہے رشک دیکے مجھے | غیر سے اوس کا انتقام تو لو

پوچھتے گر ہو حال فرقت شاد
ہاتھ سے دل کو پہلے تھام تو لو

دلبر کو ذرا حال دل زار دکھاؤ | آیا ہے مسیحا اوسے بیمار دکھاؤ
خنجر سے کرو قتل نہ تلوار دکھاؤ | عاشق کو فقط ابروے خمدار دکھاؤ
مشتاق ہوں انجیل کو ذرا منہ ادھر کو | للہ ذرا حسن طرحدار دکھاؤ
اے حضرت دل خانہ گرو دنکو چلا کر | زور کشش آہ شرربار دکھاؤ
آجاؤ نہ ترساؤ خدا کیلئے مجھکو | مشتاق ہوں دیدار کا دیدار دکھاؤ
کیا پوچھتے ہو حال مرے جوش جنونکا | صحرا مجھے بھاتا ہے نہ گلزار دکھاؤ
مقتل میں جو آئے ہو کرو قتل کسیکو | للہ سر ابروے خمدار دکھاؤ
منہ دیکھ کے الفت سے بھی کم کرینگے | مجھسا کوئی عاشق بھی وفادار دکھاؤ

ہر دم مری آنکھوں کا تقاضا ہے یہی شاد
اب پھر خدا جلوۂ دیدار دکھاؤ

ربط اعداء سے بڑھایا نہ کرو | گھر کو اغیار کے جایا نہ کرو

زلف پہ ہاتھ بڑھایا نکرو
مار کو سات کہلایا نہ کرو

غیر کی یاد دلایا نہ کرو
دل عاشق کو جلایا نہ کرو

نظر بد نہ کہیں لگ جائے
رخ سے آنچل کو اٹھایا نہ کرو

پیچ سے مرغ دل عاشق کو
دام گیسو میں پھنسایا نہ کرو

غیر اگر تم کو گلوری دیوے
تو اسی پر کہیں کھایا نہ کرو

بند انگیا کے ذرا تنگ کسو
چڑیا محرم کی اڑایا نہ کرو

وصل کی شب میں جو چھیڑا تو کہے
ہر گھڑی مجھ کو ستایا نہ کرو

صاف کہدو جو ہو کچھ مطلب کی
بات میں بات اڑایا نہ کرو

کونسی ایسی ہوئی ہم سے خطا
دانت یوں ہم پہ چبایا نہ کرو

وصل کی شب میں جو کہنا ہو کہو
راز مطلب کو چھپایا نہ کرو

جھوٹے قصے نہ بناو ایجان
مجھکو باتوں میں اڑایا نہ کرو

زلف دکھلاؤ نہ سودائی کو
دل کو دیوانہ بنایا نہ کرو

عشوہ و ناز سے دل زخمی ہے
تیر پر تیر لگایا نہ کرو

شاد سے دل کو چرا کر صاحب
آنکھیں غیروں سے لڑایا نکرو

جھگڑا مریض کو ہی مسیحا قضا کے ساتھہ
تھوڑا سا زہر دیجیے ملا کر دوا کے ساتھہ

قاتل کریگا کیا مرا شمشیر لا کے ساتھہ
دم پہلے ہی نکل گیا تیغ ادا کے ساتھہ

آتا ہے سوئے گور غریبان جو وہ مسیح
مردے بھی جی کے اوٹھتے ہین آواز پا کے ساتھہ

جان بازیون پہ ہے میر نہین تجھکو اعتبار
شاید پڑا ہے کام کسی بیوفا کے ساتھہ

مایل ہو کیون نہ یہہ تن کاہیدہ سوئے یار
نسبت ہی کاہ کو کشش کہربا کے ساتھہ

محرم کی جھڑیا جان ہے کرتی کے چاک مین
باندھا ہے مرغ دل کو بھی بند قبا کے ساتھہ

ہنستے ہو کیون جو آئے ہین آنکھین نکالکر
ہر تجھ کو بھی ملی ہو جو رو جفا کے ساتھہ

خواہان فضل کیون نہ خدا سے ہون مدام
پالا پڑا ہے ایک بت بیوفا کے ساتھہ

رہتا ہون جب سے محو سیر زلف یار مین
ہردم مقابلہ ہے مجھے اژدہا کے ساتھہ

کشتی ہماری رہتی ہے گرداب غم مین غرق
ہون جب سے آشنا بت نا آشنا کے ساتھہ

یارب جہان مین شاہ دکن خوش رہین مدام
ہے ورد روز راتدن بھی میر ادعا کے ساتھہ

اے شاد مشکلین میری سارے بر آئینگی
ہوگا ہمارا حشر جو مشکلکشا کے ساتھہ

نظر کر تو ہر اک شے مین نہان اللہ ہی اللہ ہے
شجر مین سنگ مین جلوہ کنان اللہ ہی اللہ ہے

نہین آتا نظر ہرگز جو ہے دلمین وہی تیرے
اٹھا کر پردہ دیکھو تو عیان اللہ ہی اللہ ہے

وہی عالم وہی فاضل وہی زاہد وہی عارف
یہاں اللہ ہی اللہ ہے وہاں اللہ ہی اللہ ہے

کروں کیا میں اب اے زاہد کہ اتنا مجھ ہی آتا ہے
لسان دل سے جاری ہے زبان اللہ ہی اللہ ہے

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
جہاں دیکھو نظر میں اب عیاں اللہ ہی اللہ ہے

وہی لیلی وہی مجنوں وہی فرہاد و شیریں ہے
یقین سمجھو ہر ایک جانب عیاں اللہ ہی اللہ ہے

بظاہر دیکھتا ہوں میں تماشا کثرت خلقت کی گو
نظر میری وہاں پہ ہے جہاں اللہ ہی اللہ ہے

کہوں کس جا پہ اک جا تو نہاں ہے
تیرا جلوہ سبھی میں عیاں ہے

جو بیچ مد نظر میں آسمان ہے
ہمارے آہ سوزاں کا دھواں ہے

پتا اسکا میں کیا دکھلاؤں تم کو
مقام اسکا مقام لامکاں ہے

رہا کرتا ہوں میں جستجو میں
ذرا اے بیوفا کہہ تو کہاں ہے

تو قادر ہے تو ہی عالم ہے تیری
حکومت میں زمین و آسمان ہے

شب وصلت وہ فرماتے ہیں ہنسکر
وہ اب آہ و فغان تیری کہاں ہے

نہ کر زاہد تو رندوں کو ملامت
غفور اسم خدا سے مہربان ہے

بنے کیوں یاد دنداں میں ہے موتی
مرے آنکھوں سے جو آنسو رواں ہے

کدھر ہو ایک مدت سے میری جان
نہ نامہ ہے نہ قاصد درمیاں ہے

دوئی آشنا حبیب دل ہوئی دور
وجود یار و اغیار ایکسان ہے

جو لوگ اپنے دل سے دوئی کو مٹائینگے
ہر شان میں خدائی کے جلوہ کو پائینگے

پہونچینگے اپنے یار کو جس دم سلائینگے
پھر کیون نہ دل میں شاد ہی شادی منائینگے

لاکھون ہم اپنی جان پہ ایذا اٹھائینگے
پر تیرے عشق سے نہ کبھی باز آئینگے

سنتے ہیں لیکے تیغ وہ مقتل میں آئینگے
اے ضبط ہم بھی آج تجھے آزمائینگے

بار غم فراق جو دلبر اٹھائینگے
آخر وہ لذت شب وصلت بھی پائینگے

دیر و حرم نہ کعبہ کلیسا کو جائینگے
اپنے صنم کو آپ ہی اپنے میں پائینگے

پہونچا ان کی چال سے ملک عدم میں ہی
ٹھوکر سے کیون نہ فتنۂ محشر جگائینگے

واعظ سے کہہ دے کوئی نہیں خلد کو ہم
ہم اپنے کوئے یار میں مسکن بنائینگے

آئے جو صید آپ تک ناوک فگن ادھر
عشاق تجھکو دیکھ کے قربان جائینگے

دلہا پہ چلینگے تیر اتنے دن جبین
تقدیر کے لکھے کو ہم اپنی مٹائینگے

بوسہ جبین کا مانگا تو جھنجھلا کے یون کہا
جو منہ سے منہ چڑھائینگے وہ منہ کی کھائینگے

ہو کیون نہ باب نوح کو طوفان کا نہ خوف
ہم اپنے چشم تر سے جو آنسو بہائینگے

ان کو بھی نہ اپنے منہ سے کبھی اب تک آئیگا
گردن پہ گر وہ لاکھ ہی خنجر چلائینگے

اسے آسمان نہ جان کہ اسمین ہیں اشقیا | نالے ہمارے عرش کی دیوار ڈہائینگے
سوز دروں کا انکو ہیں کرتے اقتبا | پہلو دیہم بھی چیر کے دلکو دکہائینگے

ارشاد تو غلام جو پیران پیر کا
فضل خدا سے کل ترے مقصد بر آئینگے

ایک جام گلرنگ پلادے ساقی | نشہ عشق کا مستانہ بنادے ساقی
جام بہر کے مرے منہ سے لگادے ساقی | لذت شربت دیدار چکہادے ساقی
ایک جام مے توحید پلادے ساقی | صورت نقش دوئی دل سے مٹادے ساقی
نشہ بادہ الفت جو خالی ہے دماغ | بہر کے ایک جام مئے ہوش ربا دے ساقی
مفتی و شیخ نہیں ہون جو کرون مین انکار | مے تو پی جاؤن اگر مجھکو پلادے ساقی
میکشی غیر سے ہو مین رہون محروم وصال | یون سر بزم مجھے تو نہ دغا دے ساقی
دختر رز سے چڑا رہتا ہے سر زاہد پر | دور رندون سے رہے اوسکو جتادے ساقی
غم کے غم خور ہیون ہو نہ سیری حالت | طاقت میکشی مجھکو جو خدا دے ساقی
وحشت زلف سے تن مین لو لگادی آگ | برف بلوا کے میری آگ بجھادے ساقی
لمنڈ سوڈا کلارٹ کی نہیں ہے خواہش | اک برانڈی کا مجھے جام تو لادے ساقی
جانکر منفعت غیر بقول حافظ | ایک دو جرعہ مے خاک پہ گرادے ساقی

در پہ میخوار دل افگار پڑے ہیں صدہا
آج للہ تو میخانہ لٹا دے ساقی

مرض عشق شب و روز ہی افزونی پہ
ہم مریضوں کو بھی اک جام شفا دے ساقی

دے سکے اک جام مئے ہوش ربا بہر خدا
تشنۂ عشق سے محفل کو اٹھا دے ساقی

پھر دل تو سے ہی ہوا جاتا ہے زنگ آلود
میرے اس آئینۂ دل کو جلا دے ساقی

عشرتیں ساقی کوثر سی کہونگا ارشاد
ایک چلو مے وحدت کا پلا دے ساقی

یاد ہے جبسے مرے دل میں بکثرت تیری
مجھے ہر شے میں نظر آتی ہے صورت تیری

اسقدر دل میں ہے گندہ میری الفت تیری
ابد مردن بھی رہے گی مجھے حسرت تیری

صورت نقش جہاں سب ہی مٹیگی اکبار
پر مٹا سے مٹیگی نہ محبت تیری

میں تیرے عشق سے ایجان نہ کبھی باز آؤں
گر کوئی لاکھ کرے مجھسے شکایت تیری

جان کو اپنی سنبھالوں کہ تجھے اے دل زار
کروں میں اپنی حفاظت کہ حفاظت تیری

سب و شتام مجھے غیر کو خلعت ہو عطا
تشنہ کب تک رہوں میں شربت صورت تیری

گر فراموش نہ حال سفر ملک عدم
یاد رہ جائے دنیا میں اقامت تیری

چھیڑنا اور طلب بوسہ پہ جھنجلانا تیرا
یاد آتی ہے مجھے دیکھ کے صورت تیری

رہ میں جب مجھسے وہ ملتے ہیں بدلکر تیور
کہتے ہیں کون ہے تو کیا ہے حقیقت تیری

شب فرقت میرا دل غم سے اوچھلتا ہی — جب کہ پہر جاتی ہے آنکھوں میں شباہت تیری

پند گوئی پہ رکہہ آکے واعظ نادان نہ خیال — کام کب آئیگی رندوں کو نصیحت تیری

خوش ہیں بغیر جفا میں رہوں کیتاب جو کہا — سن کے فرماتے ہیں میں کیا کروں قسمت تیری

یار و غمخوار میرے آہ و فغان کو سنکر — پوچھتے ہیں کہو کب جائے گی وحشت تیری

وصل کی شب جو ستایا تو کہے جہنجلا کر — ارے کمبخت نہیں جاتی یہہ عادت تیری

حق سے مایوس ہو رکھہ تو بہروسا اوسکا — فضل سے اوسکے نکل آئیگی حسرت تیری

پہولے ہیں باغ دہر میں ہر آن نئے نئے — بلبل نئے نئے گل خندان نئے نئے

وحشت میں ہیں جو موت کے ساماں نئے نئے — دکہلا رہی ہیں غول بیابان نئے نئے

کیونکر پہٹکے نہ دشت جنون حال ضعف سے — دامن نئے ہیں ہیں گریبان نئے نئے

ساقی بھی ہی مے بھی جام بھی دلبر بھی باغ بھی — بزم صنم میں روز ہیں ساماں نئے نئے

سوز و گداز و آہ و فغان ہجر یار میں — ہر دم ہیں جوش پر غم پنہان نئے نئے

شادی ہے گاہ گاہ غمی گہ خوشی و رنج — دکہلا رہے ہیں رنگ دوران نئے نئے

کسطرح دوستان قدیمی کی ہوگی قدر — پیدا ہیں روز یار کے خواہان نئے نئے

رفو جنون سے دامن دل چاک چاک ہے — کب تک سلا کرون روز گریبان نئے نئے

رو ئینگی ہجر یار مین جب ہم آپنا نوحہ
پابندی مذاہب دینی سے دور ہون
میری سخن کی قدر نہ کیون کرہو ہر جگہ
ملک عدم ہے حاجت اسباب سے بری
مین بھی مثال غول کہن ہجر مین پھرے
جسدن سے انکو صید غزالان کا شوق ہے
الہار ہے ہین جب وہ کاکل شب وصال

اوٹھینگی رودزاشک کے طوفان نئے نئے
ہین دہر مین گروہ مسلمان نئے نئے
واقف ہین مجہہ سے سارے سخندان نئے نئے
آتے ہین طفل یان تن عریان نئے نئے
کرتاہون دور دشت بیابان نئے نئے
جنگل ہوئے ہین نیستان سے نئے نئے
دل بھی ہین عاشقون کے پریشان نئے نئے

جوہر وہ کہا ئین شاد طبیعت کا کیون ہم
شاعر ہوئے ہین سخندان نئے نئے

ولا تونے رہائی مین خبرداری بہت سی کی
میرا دل لیکے ظالم دل آزاری بہت سی کی
نہ ہر کیا لالہ نے بھی تہا ون ایدل نادان
سیہ بادہ ال مین ہمیشہ تار مرقی کا
نہ دیکھی انکہ ساقی نہ اس محفل سے کیفیت
مثال نرگس تہیلائے دادا انتظاری مین

نہ نکلا پیچ زلفون ہمساری بہت سی کی
وفاداری کے بدلے مین جفا کاری بہت سی کی
شب وصلت مین مجہہ سے تو نے عیاری بہت سی کی
شب فرقت مین جیتون گریہ زاری بہت سی کی
اگرچہ مجہہ سے رندون نے میخواری بہت سی کی
نہ سویا رات بہر انکہون نے بیداری بہت سی کی

رسول اللہ بخشائینگے تجھکو شاد محشر میں
اگرچہ عمر بھر تو نے گنہگاری بہت سی کی

قبا دیجئے اک پرانی تمہاری
رہے پاس میرے نشانی تمہاری

کروں جستجو یار جانی تمہاری
ملے ایک بھی گر نشانی تمہاری

ہو غیروں پہ یہ مہربانی تمہاری
ہے صاحب یہی قدردانی تمہاری

فنا ہو چکی زندگانی تمہاری
یونہی ہے اگر ناتوانی تمہاری

شب وصل تقریر سے یہ غرض ہے
سنوں حال اپنا زبانی تمہاری

کریں چشمہ مہر سے کیوں نہ چشمک
رسیلیں وہ آنکھیں ہیں جانی تمہاری

ہے کرتی دلوں کو غم ہجوں کے ٹکڑے
بنی سبزہ ہے شیروانی تمہاری

دل چرخ گردوں بھی کڑھتا ہے جسپر
ہے کرتی غضب آسمانی تمہاری

کھوائے مقامات سے شہر خموشاں
کہاں ہے طلاقت لسانی تمہاری

خودی کو بھی اپنی ہیں بھولا ہوں لیکن
میرے دل میں ہے یاد جانی تمہاری

فسانہ جو دل کا سنایا تو بولے
نہیں کوئی سنتا کہانی تمہاری

نظر دوسرا کوئی آتا نہیں ہے
بسے آنکھوں میں صورت سہانی تمہاری

فدا ہے دل پیر گردوں بھی جس پر
غضب ہے غضب نوجوانی تمہاری

خدا کے حوالے ہوا تحیرتِ دل
کروں کب تلک پاسبانی تمہاری

طلب سے نہ باز آؤں گا مشکل ہو سے
سناؤ نہ اپنی لن ترانی تمہاری

جو سینہ میں رہتی ہے یہ داغ الفت
میری جان سے ہے یہ نشانی تمہاری

مجھے دل نے سونے دیا کب شب ہجر
سحر تک سنائی کہانی تمہاری

یہ کیا گفتگو ہے ذرا منہ سنبھالو
بس اب بس کرو بدزبانی تمہاری

رہو مہرباں غیر پہ تم نہ اتنا
ہے کافی یہی مہربانی تمہاری

ذرا سی میری بات پر روٹھ بیٹھے
یہ خصلت نہیں خوب جانی تمہاری

جو تم نعت گوئی کے بانی بنے ہو
خدا شاد رکھیگا بانی تمہاری

مقاصد بفضلِ الٰہی بر آئے
ہوئی شاد اب شادمانی تمہاری

غیر ہو برباد کیوں کیسی کہی
تم رہو آباد کیوں کیسی کہی

ہو عدو ناشاد کیوں کیسی کہی
دوست تیرے شاد کیوں کیسی کہی

شاخ گل پہ نغمہ زن ہے عندلیب
دام سے صیاد کیوں کیسی کہی

خاک پہ بسمل ہوں تیغ ناز سے
ذبح کر جلاد کیوں کیسی کہی

ہے تسکین دل شیدائے آمن
کچھ تو ہو ارشاد کیوں کیسی کہی

دوستی غیرون سے مجھہ سے دشمنی
ہو بڑے آزاد کیون کیسی کہی

قمریون کو تجھہ پر کرون گا نثار
اے میرے شمشاد کیون کیسی کہی

جوش پر وحشت ہی میری فصد لے
شاد ہو فصاد کیون کیسی کہی

باغبان بلبل کی سنکر داستان
غش مین ہی صیاد کیون کیسی کہی

تہا نہ ذکر غیر وہ دن یاد ہے
تہی ہماری یاد کیون کیسی کہی

غش مین بہی کہولا شکایت سی نہ موہنہ
اے لب فریاد کیون کیسی کہی

ہو جو تم ظالم تو مجھہ مظلوم کو
کیجیے برباد کیون کیسی کہی

ذبح ہوتے ہین فری کی بات ہی
تیغ لے جلاد کیون کیسی کہی

سرو گر قد کے مقابل ہی ترے
کیجیے آزاد کیون کیسی کہی

میلے ٹھیلے مین اگر جائے حضور
ہو ہماری یاد کیون کیسی کہی

حشر مین منصف لقب ہو جائیگا
سن تو لے فریاد کیون کیسی کہی

اس غزل کو اس مین سب شاد سے
داد دو داد استاد کیون کیسی کہی

فقط نہ عشق مین صبر و قرار کہو بیٹھے
ذلیل و خوار ہوے اور وقار کہو بیٹھے

علاج زیست ہو اب انکا مسیح زمان
امید وصل تو امید وار کہو بیٹھے

بہا کے اشک جدائی مین دیدۂ تر
ہم اپنے مفت در شاہوار کھو بیٹھے

تمہارے غمزۂ ابرو پہ جان و دل دونو
ہم ایک کیا کہ ہین لاکہون ہزار کھو بیٹھے

بتون کے وزو نگہ کا نہین قصور اسمین
لڑا کے آنکھ دل بیقرار کھو بیٹھے

دیا تہا ہم نے تو دل تمہین کر دیا واپس
یہہ ہاتھ آیا ہوا کیون شکار کھو بیٹھے

گیا شباب تغافل مین آگئی پیری
غضب کی بات ہی عہد بہار کھو بیٹھے

تمہین لکھو کہ برائی کی یا بہلائی کی
تمہارے عشق مین جو جان زار کھو بیٹھے

بگاڑ ساقی مدہوش سے کرکے محفل مین
وقار رہا تہا سو ای بادہ خوار کھو بیٹھے

بتونکو شاد عبث تمنے دیدیا دل زار
یہہ کیا امانت پروردگار کھو بیٹھے

سامنے اون کو بٹھایا چاہیے
آنکھین حسرت سے لڑایا چاہیے

چشم کے بیمار کو کیا چاہیے
شربت دیدار تھوڑا چاہیے

بڑھ گئی حد سے میری افتاد کی
حسرت دل اور اب کیا چاہیے

دہجیان کرنیکو اے جوش جنون
پیرہن وحشی کا اچھا چاہیے

پاؤن تو رکھا ہون راہ عشق مین
ہوگا کیا انجام دیکھا چاہیے

بوالہوس دعوے کرے کیا عشق کا
صدمہ سہنے کو کلیجا چاہیے

کشتۂ گیسو ہون میری قبر پر
وصل کی اتنی تمنا کس لیے
سوز الفت کی حقیقت اے صنم
دل ہے وحشت مین اتنی کیا لیے
ایک بوسہ کے طلب پر تجمل کیجیے
دل مین ہے گردن کو رکھکر زیر تیغ
کاٹئے تیغ جفا زی سے گلا ::
وصل کا کرتا ہون جب ان سے سوال
وحشت دل کی ترقی کس لیے

گل کے بدلے گوڑیا لا چاہیئے
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیئے
عاشقون کے دل سے پوچھا چاہیئے
جا سے قالین مرگ چھالا چاہیئے
حاکمون کا دل تو دریا چاہیئے ::
شوخیان قاتل کے دیکھا چاہیئے ::
تشنہ لب ہون آب تھوڑا چاہیئے
ناز سے کہتے ہین دیکھا چاہیئے
پھر سر زلف چلیپا چاہیئے ::

شاد اپنے نامۂ اعمال کو
آنسوؤن سے آج دھویا چاہیئے

ڈرتا ہون مین گیسوے رسا سے
ایمان کی خیر دشمن سستی
اے حضرت دل لپیٹ پرستی
بیٹھے ہو مثال غنچہ خاموش کس

اللہ بچائے اس بلا سے ::
ہم مانگتے ہین یہی خدا سے
کیا بات کروگے تم عدا سے
مطلب نہین عرض مدعا سے

رفتار کی ان کے اُف رے تیزی
شوخی ہے نمود نقش پا سے

اچھا نہیں ہوتا اسے مسیحا
بیمار محبت اس دوا سے

ہم پر ہے عتاب غیر سے شاد
در گذرے ہم آپ کی وفا سے

کچھ بھی واعظ کا ہمیں ڈر تو نہیں ہے
قول اسکا کوئی قول پیمبر تو نہیں ہے

میں جسمیں ہوں وہ کوچۂ دلبر تو نہیں ہے
اے شوق مرا ایسا مقدر تو نہیں ہے

کیوں رہتی ہے سینہ میں خلش اسکی ہمیشہ
نوک مژہ یار بھی خنجر تو نہیں ہے

مجروح جو کرتا ہے مری جان و جگر کو
ہر عشوہ ترا تیغ دو پیکر تو نہیں ہے

کس طرح میں اس بت کی سہوں صدمۂ فرقت
دل میرا ہے یارب کوئی پتھر تو نہیں ہے

قمری کی طرح سے جو یہ شیدا ہے مرا دل
کچھ یار کا قد نخل صنوبر تو نہیں ہے

ہے میرا دماغ آج جو خوشبو سے معطر
تاثیر سر زلف معنبر تو نہیں ہے

ہے نوح کو طوفان بپا ہونیکا پھر ڈر
جاری مرے آنکھوں سے سمندر تو نہیں ہے

عشاق اشارونمیں ہو جاتے ہیں کیوں قتل
ابرو میرے دلدار کا خنجر تو نہیں ہے

گھبرا کے شب وصل وہ فرماتے ہیں ہر بار
اس گھر میں کسیکا کہو کچھ ڈر تو نہیں ہے

اے شاد پھڑکتی ہے میری آنکھ جو ہر دم

پردہ مین نہان صورت دلبر تو نہین ہے

جب وہ پہلو سے میرے اوٹھکر چلے — حضرت دل بھی خفا ہوکر چلے

انجمن سے جبکہ وہ اوٹھکر چلے — شور اٹھا بزم مین ہم مر چلے

چھین کر دل یون وہ آئی گھر سے چلے — ناز سے انداز سے تنکر سے چلے

ہاتھ خالی کیون نہ جائین قبر مین — ایک دل تھا سو اہنین دیکر چلے

تیرے مژگان کے تصور مین مدام — میرے دلمین سیکڑون نشتر چلے

عمر کے دن ہین نکہ للہ دیر ہے — جلد ساقی بزم مین ساغر چلے

دہر سے لالہ رخون کے عشق مین — داغ دلپر سیکڑون لیکر چلے

وحشت دل ابرونکی یاد مین — کیا کہون مین دلپہ جو خنجر چلے

ای جنون ہم داد سے پر خار مین — دو قدم مجنون سے بھی بڑھکر چلے

کوئی کہدے جاکی اوس دلدار سے — ہم تمنا ہی مین تیرے مر چلے

دیکھکر جمشید کے اڑ جائین ہوش — جام محفل مین تمہارے گر چلے

کیون نہ پہونچے منزل مقصود کو شاد
آگے آگے جب کوئی رہبر چلے

لے جلد خبر رگ گلو کی — ہے تجھکو قسم میرے لہو کی

خواہش جو ہوئی میرے لہو کی — تلوار نے لی خبر گلو کی

حیران ہوے دیکہکر سہ و شہر — تعریف جو کی رخ نکو کی

گھبرانے لگا جو دل ہمارا — تصویر کو تیرے روبرو کی

موسی سے رہی نہ لن ترانی — جسوقت کہ اوسنے گفتگو کی

عریانی تن لباس ہے خوب — حاجت نہیں جسکو شست و شو کی

آنکھون ہی کا پردہ درمیان ہو — کچھ ٹہیک نہیں ہے روبرو کی

گل کو بھی جہان مین آ گل اندام — حسرت بڑہی تیرے رنگ و بو کی

بہنے لگے اشک چشم تر سے — خواہش جو ہوئی تجھے وضو کی

جب صبح کو اسنے مانگی رخصت — دل تہام کے مین نے گفتگو کی

کہنے لگے اپنا منہ تو دہو آؤ — بوسے کی جو مین نے آرزو کی

آنسو جو ہمارے اسنے پونچھے — اشکون نے ہمارے آبرو کی

امید نہ تھی فلک سے ایسی — شاید کچھ اوسنے چال چو کی

تہی زیست مین میکشی سے الفت — مٹی ہو لحد مین بھی سبو کی

موسی کی زبان مین آئی لکنت — اوس شوخ سے جبکہ گفتگو کی

مین دیر و حرم مین ڈہونڈ آیا — کچھ حد بھی ہے تیری جستجو کی

اے شاد خدا کا شکر ہم نے
دنیا کی کبھی نہ آرزو کی

بتا سے فلک نے ستم کیسے کیسے
جدائی عداوت الم کیسے کیسے

رقیبوں نے ڈالی ہے ناحق عداوت
وہ کرتے تھے مجھ پر کرم کیسے کیسے

کہا جبکہ مرتے ہیں بولا کہ مرئیے
کئے اس نے ہم پر ستم کیسے کیسے

لئے تھے جو اک روز بوسے تمہارے
کئے آپ نے تھے ستم کیسے کیسے

جب اے شاد تو نے دوئی کو مٹایا
کھلے تجھ پہ باب کرم کیسے کیسے

بتوں پر مجھے جان کھونا پڑا ہے
اب ایمان سے ہاتھ دھونا پڑا ہے

ترے عشق میں یار رسوا ہوا ہوں
مجھے سب سے محجوب ہونا پڑا ہے

محبت کسی سے نہ کرتے تھے ہم گرچہ
ہمیں اپنی غفلت پہ رونا پڑا ہے

مرا یار ہنستا ہے پہلو میں میرے
رقیبوں کی قسمت کا رونا پڑا ہے

چلو سو رہیں رات تھوڑی رہی ہے
اکیلا پلنگ اور بچھونا پڑا ہے

دوبارا نمک زخم دل پر چھڑکو
دل شاد سونا سلونا پڑا ہے

جہان مین ہین دیکھو چمن کیسے کیسے
کھلے ہین گل و یاسمن کیسے کیسے

لئے ہم نے بوسے تمہارے جو لب کے
سنائے زبان سے سخن کیسے کیسے

جدائی مین بھی اوس گل باغ دین کے
کھلے ہین گل داغ تن کیسے کیسے

ہر پیری مین باقی نہ حسن جوانی
اجاڑے ہے خزان نے چمن کیسے کیسے

بچاؤن نگیون دلکو گھیرے ہوئے ہین
رہ عشق مین راہزن کیسے کیسے

دکھائی جو اوس شوخ نے آنکھہ اپنی
چکارے بنے ہین ہرن کیسے کیسے

پیارے سے تمہاری جدائی مین ہمنے
اٹھائے ہین رنج و محن کیسے کیسے

دیے ہین خدا نے تیرے گیسوؤن مین
خم و پیچ و دام و شکن کیسے کیسے

تجھے شاد دائم ہے مرنے لوٹنے کو
خدا نے دیا گلبدن کیسے کیسے

روتے روتے ہجر مین دل نے خوشی کاہیکو تھی
ضعف سے دندان نمایان ہنسی کاہیکو تھی

میکشی اور بادہ خواری کر سوا کیا کام تھا
آفت و رنج و الم جان نے سہی کاہیکو تھی

خوف فرقت نے کیا تلخ اپنی عیش وصل کو
ہجر مین قسمت بگڑ کر پھر بنی کاہیکو تھی

رنج فرقت سے ہماری عمر سب روتی گئی
یا الٰہی دہر مین پیدا خوشی کاہیکو تھی

باغ تھا مینا تھا جام تھا وصل یار تھا
پھر کبھو ساقی طبیعت پر غمی کاہیکو تھی

ہنستے ہنستے کھیل میں مارا جو تیغ ناز سے
قتل تہا منظور میرا دل لگی کاہیکو تھی

پنجو دانتوں سے ہوئے جب ہم تو اوس سے ملگئے
ایک ہی تھے ہم وہ دو تو اور دوئی کاہیکو تھی

غیر کے کہنے سے لڑتے ہو جو مجھسے باربار
خو تمہاری اے صنم ایسی کبھی کاہیکو تھی

شاد ہیں جب میر محبوب علی شاہ دکن
دولت دنیا کی پھر ہمکو کمی کاہیکو تھی

چاہوں جو حق سے اور جو آنکھوں سے ملا کرے
دل کی مراد میری بر آئے خدا کرے

ساقی ہو مئے ہو جام ہو جلسہ ہوا کرے
پہلو میں میرے آپ ہوں وہ دن خدا کرے

واللہ چال انکی قیامت کی چال ہے
مرقد پہ میرے آئیں تو محشر بپا کرے

قسمیں ہزاروں کہائی ہیں وعدہ کا کیا ثبات
اب کیا امید اس سے جو وعدہ وفا کرے

اچھا نہ ہونگا میں کہ ہوں بیمار ہجر کا
غیر از وصال یار کوئی کیا دوا کرے

جور و جفا بغیر تیرے اس سے ہے کیا حصول
نادان ہے اوس سے جو کہ امید وفا کرے

اقبال و عمر شاہ دکن ہو فزوں مدام
حق سے دعا کرے تو یہ ہر دم دعا کرے

بعد از نماز شاد یہ لازم کہ پیش حق
ہو خاتمہ بخیر یہی التجا کرے

آپ کا انتظار کون کرے
دل کو امیدوار کون کرے

کب تلک انتظار جلد آؤ
اب دنون کا شمار کون کرے

وہ تو بیخود پڑا ہے مست شراب
یار کو ہوشیار کون کرے

غیر پر التفات جو ہو نزاکت
تیرہ دل کو شکار کون کرے

صید سے اوس کے ہو گیا آزاد
مرغ دل کو شکار کون کرے

پرورش تجھہ سوا غریبون کی
میرے پروردگار کون کرے

قتل کرکے نکل ہی جاتا ہے
اس کو اب ہمکنار کون کرے

بیٹھے بٹھلائے عشق مین پھنسکر
دل کو بے اختیار کون کرے

ہو گئے دل سے بندہ محبوب
غیر کا روزگار کون کرے

مین ہون عاشق لقیر بے شناد
اوس پہ پروردگار کون کرے

یون ہی میخوار و اگر بادہ پرستی ہوگی
اہل مجلس کی نہ کیونکر مے پرستی ہوگی

خاکساران محبت کا کھون کیا احوال
دیکھلو جاکے وہان خاک برستی ہوگی

قافلے سیکڑون یاسر جو چلی جاتے ہین
آخر اونکی کہین بستی بھی تو بستی ہوگی

وہ تر احسن خدا داد اور شوخی وہ ادا
پیدا انکیا کو تیرے جو رہی کیسی ہوگی

دیکھکے ابر ہوا اور گھٹا ساونکی
روح میخوارون کی مرقد مین برستی ہوگی

زندگی تک ہین ہم عشق کے اور بعد فنا | نہ جنون ہوگا نہ سودا نہ تو مستی ہوگی

فرقت ہجر مین یارب جو کوئی جلتا ہے | آگ کیسی دل و سینہ مین پہنچی ہوگی

آجکل خوب ہی ساونکی گھٹا چہائی ہے | پہر شراب اہل طرب کے لئی سستی ہوگی

خود پرستی ہی سزاوار انہین کو اشاد
جنکی یا بود و فنا دہر مین ہستی ہوگی

دل سے یاد رخ نکو نہ گئی | جان بلبل سے گل کی بو نہ گئی

کوچہ یار کی میرے دل سے | تا دم مرگ آرزو نہ گئی

ہین وہ میکش ہون میری مٹی سے | مر کی بعد فنا بھی لو نہ گئی

یار کا دل مین اب سراغ ملا | مفت میری یہہ جستجو نہ گئی

دل گیا میرا دلربا کے ساتہہ | مگر افسوس جان تو نہ گئی

مین تو کیا یار تیرے کوچہ سے | آرزو کی بھی آرزو نہ گئی

روح تن سے گذر گئی لیکن | اب تلک تیری جستجو نہ گئی

عمر پہونچی شباب کو بھی مگر | خو تیری یار حیلہ جو نہ گئی

جبہہ سے چھوٹی نہ خوی جامہ دری | زخم سے عادت رفو نہ گئی

ہین وہ ذاکر ہوا ہر دلسی شاد

بعد مردن بھی یاد ہو نہ گئی

وہ اغیار پہ مہربان ہو رہا ہے
ہمارے سے اب بدگمان ہو رہا ہے

خدا جیسے ہر مہربان اوس کا کیا ہو
تو اوگر تو اے آسمان ہو رہا ہے

ذرا مجھکو بتلا دے چرخ ستمگر
ستم ایسا کس پر کہاں ہو رہا ہے

خدایا میری داد کیونکر لگی کی
عدو میرا ہر پاسبان ہو رہا ہے

نہ کیون حال میرا کسی پہ ہو ظاہر
مخالف میرا راز دان ہو رہا ہے

محبون کے شور سے رقیبون کی بلو
کہون کیا مین کیا کیا وہان ہو رہا ہے

جو ہے حال میرا سو تیرا وہی ہے
میرا دل ترا راز دان ہو رہا ہے

شب وصل رخ پر پسینہ نہین ہی
یہہ چہرہ ترا درفشان ہو رہا ہے

نہین خالی تجھہ پر یہہ ظلم و ستم سب
ترا شاد اب امتحان ہو رہا ہے

نیستی میری عین ہستی ہے
خود پرستی بھی حق پرستی ہے

جب سے اوس سنگدل کے ہین عاشق
دل طلب گار بت پرستی ہے

کیا ہی اچھی جگہہ ہے ملک عدم
یا نکی خلقت وہان جو بستی ہے

کیا لکھون وصف ابروے خدار
دونون جانب یہہ تیغ کستی ہے

چهپتا ہون جو گنج خوبی کو
زلف بن بن کے ناگ ڈستی ہے

دیکهہ کر یہہ تردد و تدبیر
میری تقدیر مجهہ پہ ہنستی ہے

آ خدا کے لئے بت مغرور
میری جان وصل کو ترستی ہے

دیکهہ لو جا کے مرقد عاشق
بیکسی کسقدر برستی ہے

خم کا دستار محتسب سے ہول
مئیکشو لو شراب سستی ہے

حیدرآباد کی ہو کیون نہ ثنا
علم و فن کی یہی تو بستی ہے

بیخبر غیر سے جو ہون آشاد
مے وحدت کی ولیہہ مستی ہے

خوابمین عشاق کی آو خدا کیواسطے
اس دل وحشی کو بہلاو خدا کیواسطے

مرقد عاشق کو ٹهکراو خدا کیواسطے
قم باذنی آکے فرماو خدا کیواسطے

لن ترانی تم نہ فرماو خدا کیواسطے
میری جان باہر نکل آو خدا کیواسطے

سر نہ دیوار و نسے ٹکراو خدا کیواسطے
شاد ان باتون سے باز آو خدا کیواسطے

وصل کی شب ہی نہ شرماو خدا کیواسطے
میری جان آغوش مین آو خدا کیواسطے

دل بہت بیتاب ہے ہجران تسکین کیلئے
بهولی بهولی شکل دکهلاو خدا کیواسطے

ہر طرح سے مین نے سمجہایا سمجہتا ہی نہین
اس دل نادان کو سمجہاو خدا کیواسطے

زلفین اولجھین ہین بنا دو آئینہ مین دیکھکر
سر ہے عاشق کے بلا لاؤ خدا کیواسطے

بے تکلف تم لپٹ جاؤ گلے سے وصل مین
میر یجان مجھ سے نہ شرماؤ خدا کیواسطے

دی موذن نے اذان ہو وقت وہ ہنگام آج
رات باقی ہے نہ گھبراؤ خدا کیواسطے

شاداب دل کا تقاضا ہے مجھے صبح و مسا
تم مدینہ کو چلے جاؤ خدا کیواسطے

دل کو خواہش تھی جنکی مدت سے
گھر وہ آئین ہین آج قسمت سے

بیٹھے بھولے والہ گیسو ؎
دام مین پھنس گئے ہین قسمت سے

اپنی صورت ذری دکھاؤ مجھے
دم نکلتا ہے تیری فرقت سے

آنکھ ان کی ہے فتنۂ محشر
چال ہم پایہ ہے قیامت سے

ہو جو مقبول مدعا میرا ؎
کچھ نہین [illegible] اوس کی قدرت سے

جب بھی ملتے ہین وہ مجھے چھیڑا
حق تعالے بچائے تہمت سے

ہو گیا ہے خلاف کیون بیوجہ
تم کو اے جان میری صورت سے

مجھکو پہچانتے نہین کیا آپ
دیکھتے ہو جو چشم حیرت سے

شاد کی ہو گئی دعا مقبول
یا الٰہی تیری عنایت سے

ہلال عید ہی ابرو پہ اُس بت کے نہ قربان ہے
تصدق عارض روشن پہ بھی خورشید تابان ہے

فقط زخم جگر ہی غم میں اُس بت کے خندان ہے
ہمارا سینہ پہ داغ بھی رشک گلستان ہے

ہمارا ہتا ہے سینہ یاد ذکر لا الہ سے
نگین دل پہ کندہ نقشہ مہر سلیمان ہے

کبھی یاد پری رویان سے خالی رہ نہیں سکتا
ہمارا خانہ دل ہے کہ گلزار پرستان ہے

تمہاری یاد رخ اور یاد گوش و زلف مشکین ہے
ہے بلبل مضطر اور خاموش گل سنبل پریشان ہے

ہیں جبتک قید ہستی میں ملے کیا لطف مطلق کا
ہمارا جسم بھی جان کیلئے یوسف کو زندان ہے

ضیا ہے نقشہ اشعار رنگارنگ مضمون سے
مرقع خانہ از رنگ چمن ہر یا کہ دیوان ہے

نہیں کچھ کام ہمکو مذہب شیخ و برہمن سے
محبت اُس بت کافر کی اپنا عین ایمان ہے

خدا کیواسطے رحم اب تو احوال عاشق پر
ستانے کیسلئے ہو اسقدر آخر تو انسان ہے

میرے انجاح مقصود کی واسطے حامی
شہ ملک دکن نواب محبوب علیخان ہے

مدینہ رشک جنت ہے کنیزیں حوریں اسکی
غلام اس شہر کا شاد ہے رشک غلمان ہے

وعدہ آنے کا یار کرتا ہے
شاد یان انتظار کرتا ہے

ظلم وہ بے شمار کرتا ہے
دل میرا اوس کو پیار کرتا ہے

تیرا جانباز شوق الفت میں
جان جیسے نثار کرتا ہے

آئے جلد انتظار بہت | آپ کا جان نثار کرتا ہے
آ گلے سے لپٹ کہ ہو تسکین | دل کو کیوں بیقرار کرتا ہے
تیر مژگان سے وہ کمان ابرو | مرغ دل کو شکار کرتا ہے
دعوے الفت کا کیا جتائین ہم | وہ تو غیرون کو پیار کرتا ہے
ایک بوسہ کیواسطے ہم کو | روز امیدوار کرتا ہے
واہ کیا اُن کے بادخوارون کو | پست زور خمار کرتا ہے
سر بھی ہے دل بھی ہے جگر بھی ہے | دیکھیں وہ کسپہ وار کرتا ہے
روز ہر گز نہیں ہے نشہ مئے | وہم کیون بادہ خوار کرتا ہے
پاس بٹھلاکے اپنے غیرون کو | مجھکو محفل مین خوار کرتا ہے
زاہدا کیون شراب پینے مین | خوف روز شمار کرتا ہے

سب مصیبت گذر گئی ای شاد
رحم اب کردگار کرتا ہے

خمسہ بر غزل قدسی علیہ الرحمتہ

کیا کرون وصف رقم مین تیری عالی نسبی | تصدقے تیرے ای میرے ہاشمی و مطلبی
مہر والی میرے مولیٰ میرے سرتاج نبی | مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان بافدایت چہ عجب خوش لقبی

کی جو نقاش ازل نے تیری تصویر رقم — ہو گئی سب پہ ہے سبقت تجھے ای شاہ امم
ہے وظیفہ میرا ہر دم یہہ زبان سے پیہم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بو العجبی

کس نے سمجہا تیرے رتبہ کو جو حق نے سمجہا — بس تیری شان مین لولاک لما ہے آیا
کر سکون جو تیری توصیف میرا منہہ ہے کیا — نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

جبکہ پہنچا تو فلک پر میرے شاہ لولاک — مرحبا کیا میرے مولا ہے تیری ذات پاک
تھے اٹھے عرش پہ سب جتنے ہین ارباب سماک — شب معراج عروج تو گذشت از افلاک

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

عاصیون پر ہے میرے مولی تیری رحمت ہے دوام — پایہ دین تیرے صدقہ سے ہوا استحکام
ہے تجھے ورد زبان پہ بھی صبح و شام — نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زان شدہ شہرہ آفاق بشیرین رطبی

انس و جن حور و ملک اور جو سارے حشرات — گرمی حشر سے جب شور مچا دین ہیہات
ہاتھ پہیلا کے کہین گے تجھے اپنی صفات — ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

چشم بد دور تیری نظروں میں کیسا ہے اثر
وہی زندہ ہوا جسپر کہ پڑی تیری نظر
روز فردا یہہ کہینگے تجھ ہر ایک بشر
چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

شرم سے اپنی خطا کے ہی میرا دل برہم
راتدن فکر سے مجھکو ہے بہت رنج و الم
یہی آتا ہے مجھے شعر زبان پیہر دم
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوی تو شد بے ادبی

شاد کی عرض ہی یہہ آپ سے اے میرے نبی
چشم رحمت میری سمت ہو اب ہے تجھپر تیری
یہی نکلا کرے ہر وقت زبان سے میری
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پے درمان طلبی

قولہ

ذات پر تیری ہی امت کی شفاعت طلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کیا کروں حسن کی توصیف میں اب تیری رقم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

سب خدائی میں ہے جس ایک تو مقبول خدا / نسبتے نیست بذاتت تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی

ہوئے منسوخ جو توریت و انجیل و زبور / ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمده قرآن بزبان عربی

وصل حق کرنے کو اللہ حبیب تم نے کی سیر افلاک / شب معراج عروج تو گذشت از افلاک

بمقامیکه رسیدی نرسد هیچ نبی

تیرے اقبال سے جاری ہے فیض اسلام / نخل بستان مدینه ز تو سرسبز مدام

زان شده شهره آفاق بشیرین رطبی

دل سے مفتوں ہوا تیرا یہ بندۂ کمتر / چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

ہم پیاسوں کے لئے ابر کرم تیری ذات / ما همه تشنه لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما که ز حد میگذرد تشنه لبی

ہم سگوں کا تیرے درگاہ کا بیڑا عالم / نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکه نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی

شاد کی آپ سے ہے عرض بقول قدسی / سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ ہمرہ قدسی پئے دربان طلبی

حبذا اے شہ والا حسب مطلبی
سب سے بڑھ کر ہے ترا رتبہ عالی نسبی
شان میں تیرے یہ کہتے ہیں نبی اور ولی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کیا تیری شان علی ہے مرے شاہ عالم
جس نے دیکھی تیری تصویر مبارک اکرم
محو دیدار ترا ہے کہ کہا یوں پیہم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

دست بستہ یہ کہوں گا تجھے روز محشر
ہوں سیہ کار گنہ ہو نہ نگہ میرے نگر
میرے مولا ہے میرے شافع روز محشر
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

تشنگی سے ہیں بہت جاں بلب انکے صفات
چشمہ فیض سے تیرے ہی پیاسوں کی نجات
بحر الطاف و کرم مرجع کل مظہر ذات
ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

مرحبا جل علا سایہ ذات یکتا
وصف تیرا میں لکھوں اے میرے مولا کیا کیا
ہمہ تن شان خدائی کی ہے تجھ سے پیدا
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

بر تر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی

جبکہ کی احمد نے میم بے سیر افلاک — لکھا او ٹھے عرش پہ سب جتنے ہیں ارباب ک
مرحبا حبذا خوش آمدی شاہ لولاک — شب معراج عروج تو گذشت از افلاک

بہ مقامیکہ رسیدی نرسید ہیچ نبی

کیا کہوں وصل علی امیر سردار انام — ذات سے تیرے ہے مضبوط بنا اسلام
رشک سے یوں شجر طور بھی کہتا ہے دوام — نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین طلبی

ہے تیری ذات کا منڈان سبھی جا حضور — بیشتر سب سے ہوا پیدا ترا وہ ہی نور
ہے سزا وار تیری شان میں کہنا یہ ضرور — ذاتِ پاک تو دریں ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

ایک مدت سے ہے مجھکو مرض ہجر نبی — وصل سے دل ہو مرا شاد یہی ہے مدعا
اسلئے ورد زبان ہے یہی شعر قدسی — سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ ہمرۂ قدسی سپئے درمان طلبی

کیا کروں وصف تیرا اے شہ والا نسبی — تو ہے والی تو ہی مولی ہے میرا تو ہی نبی
جانتے رتبہ کو تیری ہیں زکی او غبی — کرتے ہیں ورد زبان راقم اپنا یہی

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

صدقہ تیرے ہے میری جان عزیز آمولا
تو ہے ماوا میرا اور تو ہی ہے ملجا میرا

دل سے ہوں بندہ درگاہ مقدس تیرا
بس یہی شعر مبارک ہے وظیفہ میرا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ذات تیری ہے مجھکو بھی شفاعت کی امید
در سے تیرے میں سوالی ہوں اگرچہ ہوں بعید

قبلہ و کعبہ امت ہے ترا باب سعید
واسطے میرے یہی شعر مبارک ہے مفید

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کیوں نہ مقبول خدا ہو تیری ذات والا
مجھ سے کیا وصف ہو اے سید عالم تیرا

تو ہے مقبول الٰہی تو ہے محبوب خدا
کوئی ہو سکتا نہیں وصف ترا اسکے سوا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تو نہ ہوتا تو نہ تھا کچھ بھی زمانہ کا ظہور
تیرے ہی طفیل ہوا پیدا یہ سامان وجود

دو جہاں نور مبارک سے ہی تیرے پُرنور
شان میں تیرے پڑھوں کیوں نہ میں شعر حضور

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تو خدا سے ہے جدا اور نہ خدا تجھ سے جدا
گل میں ہی بو میں بھی گلشن میں ہے تیرا نقشا
جلوہ گر ہے سبھی آثار میں جلوہ تیرا
تو خدائی کا ہے مختار سرادون کیا کیا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

روح عالم ہے شہ دیں تن بے سایہ تیرا
تو ہی ہے نور خدا تیری ہے ذاتِ یکتا
اس لئے جسم مبارک کو نہیں ہے سایا
کھنچے تجھکو ہیں ملک دیکھ کے یوں صلِ علیٰ

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جسنے دیکھی تیری تصویر مبارک دم بھر
سوزشِ نار جہنم سے بچا وہ یکسر
دل و جان سے ہوا شیدا تیرا سوز جگر
حالت عشق میں پڑھتا ہے یہی شعر اکثر

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حق نے بخشا ہی تجھے جو یہہ خطاب احمد
پردہ میم اٹھا دو تو رہا نام احد

میم کے پردہ مین پوشیدہ ہی یہ نکتہ جید
آ گئے ہو جائے ادب وصف سے مرا مقصد

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

روز محشر تیری امت یہہ کہیگی یا شاہ
رحم امت پہ کرو بہر خدا شام و پگاہ

دل مین باقی نہ رہی کوئی طرح کی اب چاہ
بیکسونکا نہین اس شعر سوا کوئی پناہ

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شب معراج بلایا جو خدا نے تم کو
فرق کو طور سے اور عرش کا یہہ سمجھو

تہا یہہ مقصود کہ آپ اپنا بھی رتبہ دیکھو
کیون نہ پھر پردہ وحدت سے تجلا ظاہر ہو

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

پیدا جسدم کہ تمہین خالق اکبر نے کیا
حکم توریت کا انجیل کا منسوخ ہوا

دین پاک آپکا سب دینونپہ ناسخ ٹھہرا
ہر گھڑی کیون نہ پڑھون دل سے وظیفہ اسکا

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

عرض ہے شاد کی یہ آپ سے یا شاہ مدام | ہو وے ایمان پہ میرا خاتمہ نیک انجام
آپ کے در کے وہ لالا کا میں کہلاؤں غلام | شعر قدسی کا رکھوں ورد وظیفہ یہ دوام

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مثلث بر غزل وطن

جس دن سے ہے دل مایل گیسوئے محمدؐ | ہے پیش نظر تا زنگہ کوئے محمدؐ
ہے آنکھ کے پردہ میں نہان روئے محمدؐ

مکشوف میں کشف دل مقبول خدا سے | آئینہ ارشاد میں ارباب صفا کے
معنی جو خدا کی ہے وہ ہی روئے محمدؐ

سمجھو یہ میری بات کو تم سب سے مقدم | ہر شان بشر میں ہی نہان نور مجسم
عادت جو خدا کی ہو وہ ہی خوئے محمدؐ

کعبہ کا تصور جو ہے وہ ذات خدایا | معراج کی شب کا مجھے ہر پل ہے سمایا
ویدیہ میں ٹھکتی ہے میرے موئے محمدؐ

سجدہ کیلئے شاد کھڑا ہوں ہمہ تن میں | قبلہ کے طرف سر تو جھکاتا ہوں وطن میں

آنکھیں بھر سے جاتے ہیں میر سو کے

خمسہ بر غزل وطن

کہوں کیا آپ سے میں آپ کیا ہوں — الگ ہوں سب سے اور سب میں ملا ہوں
میں عبد و رب کے جھگڑے سے جدا ہوں — نہ بندہ ہوں کسی کا نے خدا ہوں
انھیں دو کا مگر میں مدعا ہوں

نہ تھا جب تک کہ میں عاشق کسی کا — خودی کو اپنے خود بھولا ہوا تھا
کہوں کیا میں عجب ہے حال میرا — ہوا عاشق تو دیکھا حسن اپنا
میں اپنی شان کا خود آئینا ہوں

کہوں میں حال اپنا آپ سے کیا — دوئی کے وہم میں ابتک چھپا تھا
خدائی کو خودی میں اپنے پایا — ہوا عاشق تو دیکھا حسن اپنا
میں اپنی شان کا خود آئینہ ہوں

کہیں ظاہر کسی جا ہوں میں پنہاں — فرشتہ ہوں کہیں جن اور انساں
کہیں ذرہ کہیں ہوں مہر تاباں — نمود ہے نمودی ہے میری شان
کبھی صورت ہوں گاہے آئینہ ہوں

بھرا ہے جوش وحدت سے سفینا — کدورت ہے کسی سے کچھ نہ کینا

سدا مجھکو مئے الفت سے پینا
نہ مرنا یاد ہے مجھکو نہ جینا

نئی سیرت نئی صورت نما ہون

کرون مین شاد ہوکر کسکی پوجا
جہون کس نام کا ہر روز مالا
سبھی جا پر عیان ہے جلوہ اُسکا
وطن صاحب کرون کس کو مین سجدا

میرے صاحب کو ہر سو دیکھتا ہون

رباعیات حمد و نعت

مقدور کہان ہو جو رقم حمد خدا
خالق ہی وہ اور مین ہون اسکا بندہ
ہر چند کہ ہون شاد گنہگار ولے
بخشے گا مجھے حشر مین آقا میرا

رباعی

ہے نور خدا کا تجھسے شاہا پیدا
کہتے ہین سب تجھے کہ ہو تو محبوب خدا
ہے شاد کی یہہ مراد قلبی ہر دم
ہون دل سے تیرے روضۂ اقدس پہ فدا

رباعی

عاشق ہون دل و جان سے رسول اللہ کا
شیدا ہون دل و جانسے رسول اللہ کا
امید شفاعت نرکھون کیونکر شاد
بندہ ہون دل و جان سے رسول اللہ کا

رباعی

خالق نے جو پیدا کیا حضرت کی ذات
ان کے ہی سبب سے ہوی کل مخلوقات

اے شاد کچھ اسرار جہاں ہیں نادر	بندہ میں نظر آتے ہیں خالق کی صفات

رباعی

تا بندہ کہیں جلوۂ کعبہ دیکھا	زیبندہ کہیں رنگ کلیسا دیکھا
اس چشم حقیقت کے بدولت اے شاد	ہر جا سے پہ اس شوخ کا جلوا دیکھا

رباعی

دل قبلہ نما نور سے بن جائے مرا	ایمان سے بس ساتھ ہو جائے مرا
پھر حق ہی شب و روز دعا ہی شاد	دم یاد محمد میں نکل جائے مرا

رباعی

اے شاد ہے دنیا مقام غفلت	عقبیٰ کے کرو کام ہے تھوڑی فرصت
جب سر پہ قضا آئی تو پچھتاؤ گے	رہ جائیگی بس دل ہی کہ دل میں حسرت

رباعی

غفلت کے سوا ہم نے کیا کام کئے	عقبیٰ کا نہ کچھ ہائے سرانجام کئے
جب سر پہ قضا پہونچی تو پچھتائے شاد	منہ ڈھانکے ہوئی قبر میں آرام کئے

رباعی

ہے ہاتھوں میں جام عشق دل میں نگار	ہو لطف وصال یار حاصل ہر بار

اے شاد نہ کیون خم تسلیم کرون — ہے حال پہ دایم میرے لطف غفار

رباعی

کیون غش نہ کرین دیکھکر تیری تصویر — ہولی ہے نرالی ہے یہہ پیاری تصویر

اے شاد قسم حق کی بیان کو نین — ایسی تو کبھی ہم نے نہ دیکھی تصویر

ایضاً

جسدم کہ فنا آپ کی ہستی ہوگی — پیدا صورت سے حق پرستی ہوگی

جب ساقی کوثر سے ملیگی کوثر — سینیون کو دلا جوشش مستی ہوگی

عید آخری چہار شنبہ

آخری چہار شنبہ آیا ہے — جوش دل پر خوشی کا چھایا ہے

گل گلے پوریان اڑاو آج — حق نے یہہ دن تمہین دکھایا ہے

عید دیوالی

اس سال دیوالی ہی عجب دہوم سے آئی — مہتاب کی بھی چہوٹ گئی منہ پہ ہوائی

ہم آجکی شب ہو سکے چراغون کے مقابل — دیکھین ہمسے چھچھوندر کی پٹاقی سے لڑائی

قطعہ ہولی

دنیا مین عجب رنگ سے آئی ہولی — ہر ایک کو رنگین بنائی ہولی

اقسام کے رنگ دیکھئے ظاہر ہین — کی اپنے فلک پہ بھی رسائی ہوئی

رباعی

ذلت ہے بہت دہر مین عزت کم ہے — تکلیف بہت سی ہے فراغت کم ہے
سو بار کیا تجربہ مین نے اے شاد — دنیا مین بہت رنج ہے راحت کم ہے

حضور پرنور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی
قطعہ دعائیہ در ارسال تحفہ طاؤس مصنوعی بہ گل بوٹا وغیرہ بنے ہوئے

باغبان ازل سے گلشن مین — شاد ہے بلبل چمن کی دعا
باغ شاہ دکن بفضل کریم — رہے سرسبز اور پھلا پھولا

بیت

ساقی ہے دور جام ہے فصل بہار ہے — سب کچھ ہے آپ ہی کا فقط انتظار ہے

دام ملکہ

خدمت حضرت خداوند نعمت قدر قدرت اعلحضرت حضور پرنور بندگان عالی
قصیدہ در تہنیت تسمیہ خوانی شاہزادہ بلند اقبال ہمایون فال

مبارکی ہو نہ کیونکر تمام بسم اللہ — حریم شاہ مین ہے اہتمام بسم اللہ
ہے شاہزادۂ شاہ دکن کی زیب زبان — کلام پاک خدا ہے کلام بسم اللہ

پئے مبارکی جشن تسمیہ خوانی
عجب ہی جشن ہے کہ ہے انتظام بسم اللہ

خوشی زمانہ مین چھائی ہی اسقدر سبکی
ہر ایک زبانپہ ہے ورد دوام بسم اللہ

ہوا جو اسکی آغاز درس شہزادہ
شروع کار نہ کیون ہو مقام بسم اللہ

بحسن نیت سلطان حامی اسلام
ہو دین یا ور دنیا بکام بسم اللہ

ہو کیون نہ نشۂ عشق محمدی امین
مے طہور سے مملو ہے جام بسم اللہ

ظہور جشن مبارک ہی امر اقبال
سر کتاب نہ کیون ہو قیام بسم اللہ

مبارکی سے کہی ہو شروع شاہ سخن
دعا یہ کیجئے اب اختتام بسم اللہ

ق

بر آئین شاہ کی یارب مقاصد دارین
بہ فیض رتبۂ فخر تمام بسم اللہ

فزون ہو دولت و اقبال عمر شہزادہ
طفیل مرتبۂ فیض عام بسم اللہ

قصیدہ

شاہ کے سالگرہ لیکے جو آئی مہندی
گلشن دہر کی ہر آنکھہ مین بہائی مہندی

محفل عیش مین ہی رنگ جو لائی مہندی
ہر دم دید کے آنکھو مین سمائی مہندی

قدم اوٹھتا نہین خامہ کا خوشی کی بن مین
پاؤن مین اسنے بھی شاید ہی لگائی مہندی

آمد آمد کی صدا غلغل شادی کی ہی دہوم
باغ دنیا مین سے کس شان سے آئی مہندی

سبزہ خط و ہر کسو ناکس جو بنی بیٹھے ہین
دے رہی ہی اثر رنگ حنائی مہندی

شادی سالگرہ شاہ دکن کی شکر
خوب نقاش ازل نے ہو بنائی مہندی

دیکھکر شاہ کی سرسبزی اقبال بلند
کیون نہ قدمون پہ کرے ناصیہ سائی مہندی

سارے خوبان جہان اُسپہ فدا ہین دلسے
کیون نہ ہر گل کی کرے دلکی صفائی مہندی

الفت سالگرہ رکھتی ہے دلمین محکم
کیون نہ غنچونکی کرے عقدہ کشائی مہندی

اہل محفل کی ہتیلی نے لیا چوم اوسکو
بزم مین شاہ کی جب دیکھنے آئی مہندی

اسکی شوخی کی کہان تک کوئی توصیف کرے
کیون نہ عاشق کی کرے ہوش ربائی مہندی

سرخروئی ہے اسی سے اُسے دایم حاصل
قدم شہ سے نہ ہوویگی جدائی مہندی

عمر بھر کیون نہ رہون شہ کی دعا گو ہمین
خضر کے عمر کی دیتی ہے دہائی مہندی

شاد و آباد رہین تا صد و شش سال حضور
شاد نے دلسے دعا دیکے سنائی مہندی

قصیدہ در تہنیت سالگرہ مبارک صاحب زادی صاحبہ حضرت ظل سبحانی مدظلہ العالی

بلبلونکو گل و گلزار مبارک ہووے
شاہ کو جشن کا دربار مبارک ہووے

فصل نیز دہ شہا سالگرہ کی شادی
حق سے ہر سال مین ہر بار مبارک ہووے

ہمکو کافر ہین رہ عشق کے سُن آزاد ہے
تجھکو سبحہ ہمین زنار مبارک ہووے

مہر و قمر تکو گلستان کو مبارک ہووے — ہم کو حسن قد دلدار مبارک ہووے
تخت طاوس کی تخت کو زینت حاصل — رونق تاج گہربار مبارک ہووے
ہو محبونکو عطا خلعت جشن تقریب — چشم دشمن ہین حسد خار مبارک ہووے
بادہ و ساغر و ساقی ہو ہمایون ہمکو — شیخ کو جبہ و دستار مبارک ہووے
مسکن خلد مبارک ہو تجہی اے واعظ — ہمکو ویرانۂ در یار مبارک ہووے

خلعت سالگرہ لعل و جواہر کا صلہ
شاد کو شاہ سے ہر بار مبارک ہووے

قصیدہ در تہنیت ولادت میر عثمان علیخان بہادر شاہزادہ والا تبار
حضرت ظل سبحانی مدظلہ العالی

ہوا شاہ کے گہر جو شہزادہ پیدا — پری چہرہ گلرو ہوے دل سے شیدا
عجب طرح کا دیکہو نور نظر ہے — کہ مادر پدر کا وہ لخت جگر ہے
یہی شور و غل ہے زمین آسمان مین — نہین کوئی اوسکا ہے ثانی جہان مین
کبہی شمس اوس کے مقابل نہ ہوگا — گرے ہے مہ چاردہ رخ سے چندا
خوشی سے مچی دہوم ملک دکن مین — ہا چہکنے لگے عندلیبین چمن مین
بجے شادیانے خوشی کے ہر اک جا — لگین نغمہ تانے گلین راگ مالا

اسیرون نے گذرانی نذرین خوشی سے	یہی عرض کی دست بستہ سبھون نے
مبارک تجھے شاہ ذیشان مبارک	ہو شہزادہ تجھکو بحق تبارک
سکندر نژاد اور دارا دولت	فلک مرتبت اور حاتم مروت
دعا شاد کی ہے یہی دل سے دایم	الٰہی رہے شاہ و شہزادہ قایم

لکھا شاد نے شاد ہوا و رخوشتر
الٰہی ہے سال تولد زہے نیک اختر
۱۳۰۰

تاریخ ولادت میر فارق علیخان شاہزادہ والا تبار حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی

فضل ایزدسے ہوا شاہ دکن کو فرزند	نیر اوج حشم مہر منیر ذیشان
شاد تاریخ لکھی یون بحساب فصلی	جانجان نور مکان شمع حریم سلطان
	۱۳۰۰ ۹۴

ہوالرحیم

تاریخ مراجعت سواری بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

از شہر کلکتہ

ہوا شہ کے آنیسے گلشن وطن	خزان مین بہار آئی سوے چمن
دعا شاد کی ہے قیامت تلک	خدا یار ہے شاہ ملک دکن
	۱۳۰۰

قطعہ تاریخ منصوب شدن در درگاہ حضرت شیخ فرید شکر گنج علیہ الرحمہ المعروف بہ دروازہ بہشتی

زسعی حضرت ہاشم حسینی
جو مقبول در خیر الورا ہے

مزار حضرت خاموش پر جب
نصب دروازہ جنت ہوا ہے

وہ باب جنت فیض شکر گنج
فضیلت جسکی ثابت بر ملا ہے

لکھی یون شادی تاریخ تعمیر
در درگاہ سہر از خدا ہے

قطعہ دعائیہ

در شان اعلحضرت خداوند نعمت قدر قدرت فلک شوکت جہان پناہ ظل سبحانی مدظلہ العالی

ہے دعا بلبل شیدا کی شاد
شاخ گل پہ یہی ہر صبح و شام

گلشن دہر مین شاہا تیرا
گل اقبال شگفتہ ہو مدام

تاریخ شکار کردن شیر حضرت سبحانی بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی و دام ملکہ و دولتہ

تو پران راہ سے واقع ہی جو کچھہ فاصلہ پر
ناگہان شیر ژیان کا ہوا سجا پہ گذر

ظلم کی اوس کے ملی شاہ دکن کو یہہ خبر
کہ رعایا کے مویشی کا ہوا حال ابتر

صید کا اوسنے کیا عزم شہ والا نے — اور سواری کا دیا حکم بصد شوکت و فر

ہر طرح صید کا سامان مہیا کر کے — رونق افروز ہوا شاہ رعایا پرور

قصد اسی رہ سے وہاں پہونچے اوقت مغرب — رات بہر سب کے سب آرام کئے تا بہ سحر

جبکہ شاہین فلک شرق کیجانب چمکا — صید انجم پہ جھپٹا ہوا شاہ خاور

جانور سارے شکاری ہوئے مصروف شکار — سب دکھانے لگے صیادی کا اپنی جوہر

رعب شاہین کا جدہر دبدبہ دلپر چھایا — ایک دراج کے دم جا لگے ہو کے کستر

باز خوش سیر کی پہلا ہی دم بازی تھی — یہ کبوتر کے ہوئے خوف سے بے پر و زیر

ہوئی چیتے کی اندہیری ادہر آنکھوں سے جدا — وہ لگا گھیرنے اٹھکے جو ادہر اودہر

پڑی اوسکی نظر جو پہرا آہو کیطرف — چوکڑے بہولا ہرن ہوش سے سب یکسر

ایک حملہ میں ہزاروں کئے اس نے شکار — ایک ہی پنجہ میں صیاد کی کہیچا اک جگر

حلقہ کہلتے ہی جو سب چہوٹ گئے تازی کتا — گور ستے کے گئے دور گئے سبھی ہوش بکر

شہ کی مرضی کیموافق ہوئے جو سارے شکار — پہر طلب پہر سواری ہوا فیل اکبر

سوئے ہو جمیں شکاری شہ والا جو سوار — خوف سے کانپنے لگی گردوں کی گرہ سب اختر

ہوئے ہمراہ سواری کے امیر اور وزیر — کیا کہوں وہ تزک فوج وہ شان افسر

حکما اور اتالیق تہے ہمراہ رکاب — جمع اسجا یہ تہے ہر نوع کے ارباب ہنر

ہوا فرمان شہ ذی جاہ کا اس دم ایسا
رونق افروز ہوئے حسب ولا دکن
شہ والا نے جو ہیں اسپہ چلائی بےبغل
پھر تو ہر سو سے صدا آنے لگی تحسین کی
زہ کہا مہر نے احسنت کہا گردوں نے
شاد ہو کر یہہ دعا میری بھی دل سے نکلی
رہیں محبوب علیشاہ سلامت دائم
عیش و عشرت سے رہیں شاہ دکن شاد مدام

چلیں اس رخ پہ جدھر شیر کی تھی آنے خبر
شیر غراں بھی کھڑا سامنے حاضر ہو کر
ہو گیا تیر اجل کا وہ نشانہ یک سر
ہوئے احباب خوش اعدا ہوئے سب خاک بسر
ہدف تیر ملامت ہوا دشمن کا جگر
یا الٰہی رہیں قایم شہ والا اختر
دایما پشت پناہ ان کے رہیں پیغمبر
جب تلک چرخ پہ تابندہ رہیں شمس و قمر

عرض کی شادی تاریخ بھی حجت نے
شیر کو صید کیا شاہ نے تنہا پیکر
۱۳۰۲ھ

خدمت حضرت خداوند نعمت قدر قدرت اعلحضرت حضور پر نور بندگانعالی دام ملکہم
قطعہ تہنیت ولادت باسعادت شہزادی صاحبہ قبلہ دام ظلہا

میرے آقا مکرم خسرو ذیجاہ کو
عرض تاریخ تولد کی اسید مشادانی

شاہزادی حقیقی جب بخشی بفضل بخت
ہو ہمایوں شاہزادی تمکو اے شاہ دکن
۱۳۰۲

خدمت حضرت خداوند نعمت قدر قدرت اعلحضرت حضور پرنور بندگانعالی دام اقبالہم

قطعہ تہنیت تقریب چوتہی جشن سالگرہ مبارک شاہزادہ صاحب قبلہ دام ظلہما

تاریخ

رباعی

عمر و اقبال شہ ملک دکن
شاد کرے عرض سن فصلی جشن
آیا بسنت اور ہے موسم بہار کا
ہے شاد کی دعا کہ رہے حق ہے تا ابد

روز افزون ہو یہ دل کی دعا
رسم چوتہی ہو مبارک شاہ
ساقی و جام و بادہ و جلسہ ہے یار کا
اقبال و عمر و جاہ ہے شہریار کا

ایضاً

جشن گرہ سال نیکو فال ہے
گنتی میں ہر ایک دن ہو سکا اشاد
یہ شاہ دکن صاحب اقبال رہے
اور سالگرہ تا صد و سی سال رہے

تاریخ انتقال پر ملال عبدالنبی شاہ صاحب

ایضاً

عالم فانی سے شہ عبد النبی
لکھدیا یون شاد نے سال وفات
جہان سے اوٹہ ہے شاہ عبد النبی

خار غم دیکر ہاین جب چل بسے
ہائے وہ مجذوب کامل اٹھ گئے
جو کہتا زمانہ میں تھے بے عدیل

ہوئی شاد جب فکر سال وفات	کہا میر دل نے خدا کے خلیل ۱۳۰۵ھ

تاریخ وفات کیشو پرشاد متخلص حساب فرزند راجہ گردہاری پرشاد بہادر المتخلص باقی

میرا جو دوست جسکا تخلص حساب تہا	واویلا کہ راہی ملک عدم ہوا
تاریخ اوسکی شاد نے لکہی بہ فی البدیہ	باقی کا نور چشم صد افسوس مر گیا ۱۳۰۵ھ

تاریخ وفات میر عبد اللہ حسین شاعر

مر گئے جب میر عبد اللہ حسین	شاعری کا اب مزا جاتا رہا
از سر افسوس تاریخ وفات	مین نے لکہی شاعر خوش گو گیا ۱۳۰۴ھ

تاریخ وفات فدا حسین لکہنوی

شاعر تہا فدا حسین نامی	افسوس وہ مر گیا قضا سے
تاریخ وفات مین نے لکہی	مشہور سخن ہوا وبا سے ۱۳۰۸ھ

تاریخ وفات امام الدین صاحب

ہر کسیکی چشم نم اور ہر کوئی آزردہ دل	منہ سے کہتا ہی کوئی واویلا حسرتا
کیا رہا اے شاد اب لطف مذاق دل لگی	وہ امام الدین نصرت زندہ دل جب مر گیا

تمت الکتاب

قطعه تاریخ از نتایج افکار گهربار آبروی منثور و منظوم غره جبهه منطوق و مفهوم راجه راجایان مهاراجه راجه کشن پرشاد بهادر دام اقباله پیشکار سرکار عالی مصنف این کتاب

دراین زمان که پراگنده بود دیوانم	ز طبع گشت چو شیرازه نقش مجموع
دلم بگفت سنش شاد از سر انصاف	از اهتمام فریدی بشد نکو مطبوع

۱۳۰

قطعه تاریخ از زیب مسند سخنوری خانواده هنر پرورازی الجناب راجه رام کشن بهادر حقیقی عم حضرت مصنف دام اقباله

گشت چو منظور نظر نایج شاد	حاسد او را شده رنجور چشم
از خوشی دل پی تاریخ طبع	عیش بگفتم سخن نور چشم

۱۳۰۹

قطعه تاریخ از نتیجه طبع بلند فکر آسمان پیوند جناب راجه سیر رنگ پرشاد بهادر بهجت

زیب افزائی جهان گردید چون این نامه شاد	غنچه دلهای عالم از خوشی گل گل شگفت
از پی تاریخ او بهجت ز روی آفرین	طبع دیوان کشن پرشاد باگردید گفت

۱۳

قطعه تاریخ از سرمایه اعتبار شعر ای زمان جناب جگنناتهه پرشاد صاحب فرحت تخلص

چاپ شد ایدون کلام شاد والا جرست	شاد دل از دیدنش گردیده هر فرد بشر
مصرع تاریخ او آن فرحت رقم بنمود خوش	طبع شد دیوان پاک پیشکار نامور ۱۳۰۹

قطعه تاریخ از کلیم طور سخندانی جناب ٹھاکر پرشاد مسرت تخلص

گشت چون مطبوع حل دیوان شاد	گوی سبقت از سخندانان ربود
ای مسرت بهر سال انطباع	گفت نامش گلشن فیض وجود ۱۳۰۹

قطعه تاریخ از خسرو ملک شیرین زبانی جناب هیرا لعل صاحب نشاط

رخ دیوان شاد اندر طبع	نشاط الحال چون گردید نوری
ز فرط جلوه باغ و بهارش	بگفتم سال طبعش باغ جلوری ۱۳۰۹

قطعه تاریخ از ناظم بے مثال شاعر باکمال جناب امچند پرشاد مهتمم مدرسه علاقه پیشکاری

کلامی که شد چاپ از فضل حق	که بوده است مطلوب آگاه دل
سنش خامه عشرت خوش رقم	رقم کرد مرغوب آگاه دل ۱۳۰۹

قطعه تاریخ از طبعزاد جناب لچھمن پرشاد بهار

گشت دیوان شاد چون مطبوع	خاطر دوستان چو گل بشگفت
نیک تصنیف راجه طبع شده ۱۳۰۹	مصرعه سال او بهار بگفت

تقریظ نسخہ باغ ثنا دچکیدہ قلم بلاغت رقم رشک فردوسی وطوسی و رو کش انوری و خاقانی مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب معلی مدظلہ صدر مددگار صدر شیبہ خانہ سرکار عالی

زبان حمد گویائی جب اوسی خالق بے ہمتا کی بخشا ہے۔ تو ہمارا دہن اوس کی ثنا گوی مین عین خطا ہے۔ اگر اوسکی جانب سے مضامین تازہ دلپذیر القا نہ ہوتے۔ تو ہم اس گوہر تنزکر سلک نظم مین کیونکر پرو تے ہمکو اس موقع پر یہہ شعر پڑھنا حسب حال اور اپنے نقص ہر گونہ پر قایل ہونا عین کمال ہی شعر

الٰہی تیری ثنا بس تجھی کو لایق ہی	نہ قابل سکے کبھی دعوی خلایق ہی

درود نامحدود رب وود و اس صاحب مقام محمود کو زیبا ہے۔ کہ شان اوس کی وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ہے۔

درود جبکہ خدائے کریم پڑھتا ہو | درود خلق کی پروا بھلا اسی کیا ہو
مگر ہمین ہی یہہ لازم پڑھین درود و سلام | کہ وہ درود مبارک ہمارے آوے کام

اللھم صل علے سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ خریداران گوہر بیہا سخنوری آشنایان بحر تفکرات شاعری۔ کو مژدہ کہ اندنون سرمایہ فیض

ابدی کشادہ۔ اور گنجینہ فیوض سرمدی آمادہ افادہ ہے۔ یہہ خیال
ہرگز نہ لائین کہ شعر و سخن کا حصہ شاعران سلف کے ہی نصیب تہا
یہہ گمان ہرگز نہ کرین کہ القائے مضامین تو انہین سخنوران کہن سے
فضل حبیب تہا ہمین نہین وہ فیضان نامتناہی تا قیامت ساری
اور انہین ارواح مقدسہ کا فیض ابہی تک جاری ہے۔ دلیل مدعا
شاعر بران است ؎ خم و خمخانہ با مہر و نشان ست ؛ شعر گوئی
ہر زمانے مین عطائے رب جلیل ہے۔ جس پر یہہ دیوان شاد جیسا
مصدق دلیل ہی۔ درحقیقت یہہ دیوان عشقیہ نہین آتشکدہ خلیل ہے
اور فی زمانا اپنے نظیر و بے عدیل ہے۔ دیوان کیا دیوان خانہ قدرت الہی کا
نمونہ ہی۔ ہر ہر نکتہ اس کا قابل صفات ہر گونہ ہے۔ عروسان الفاظ معنے
محبت کی ادا دکہاتے ہین۔ پردگیان مضامین نیرنگی ہائے اخلاق کے
دل سے بہلاتے ہین۔ ہر مصرعہ باغ موزونیت کا سرو آزاد۔
ہر فقرہ گلزار حسن کا شمشاد ہی۔ ہر شعر شعور و خاشعاری مین ممتاز
ہر بیت بیت خانہ محبوبیت کے انداز۔ ہر غزل غیرت چشم غزالان
چین و چگل ہر قصیدہ حسرت افزائے صلاحیت طول امل ہم ویفان

حسد کا قافیہ اس کو دیکھہ کر تنگ ہے۔ ان تحریرات فصاحت گفتار کو
مشابہت سحبان وائل سے ننگ ہے۔ ہر مطلع حسن مطلع آفتاب سے
ہر منتخب دیوان فصاحت کا انتخاب۔ ہر مقطع کا جلوہ سخن شناسون کے
دل مین جاگیر۔ ہر مستزاد زبان درازان مطاعن کے لئے تنگی شمشیر ہے
مضامین تیز سیف زبانی کا اثر دکہاتے ہین۔ بیہودہ گو اس کی خجالت
سے اپنے مین آپ کٹ کر دم چراتے ہین۔ پیچیدگی معنی زلف معشوق کو
دام تعشق مین قید کرتے ہین سلاست مضامین طائر روح شاعران
قدسی کو صید کرتے ہین۔ رباعیات مین چار عناصر کے ڈہنگ ہین
جس سے دوچار ہونے کی چارہ گری مین پریون کے پر سے ہین۔
عارض اشعار قاعدہ عروض کا سرنامہ۔ رنگینی گفتار عروسان فصل
کے لئے پر زیب جامہ ہے۔ ہر خمسہ غیرت پنجہ مرجان ہر مسدس شش دری
شش جہت کا سامان۔ خامہ مدح کے یہ دو چار قدم ہی تہی ہے
ایک قلم ٹوٹ جاتے ہین۔ حواس خمسہ ظاہری و باطنی کے پنجہ جس تحسین
ہنسکر چہکے چہوٹ جاتے ہین۔ ہفت آسمان مین ان مسدسات کی
پنج وقتہ دہوم ہے۔ ہر مثمن کے شوق مشاہدہ مین حوران نوجوان کا

بہشت بہشت مین ہجوم ہے۔ ترجیع بند کی بندش سے قافیہ حاسدین تنگ

وسعت معنے کے حسن آرا و پہ خوبیون کا جمگ ہی۔ یہہ دیوان ہمین

آتش کا پرکالہ ہے۔ جسکی حسرت سے رو سیاہ داغ لالہ ہر ہر مضمون

گرم گلزار ابراہیم کا خلیل ہر معنی بلیغ سرمایہ فصاحت کی دلیل ہے

شاعران کہن کی شاعری تازہ کرنے کے لیے یہہ کلام ناسخ ہے۔

سخنوران سلف کی قدر یاد دلانیکے لیے یہہ گلدستہ بدیع مجیب رائج ہی

اس کا سودا جس کے سر مین بھر گیا۔ میر کی طرح وہ جادو بیانی کی

حسرت مین مر گیا۔ یہہ کلام ہرچند زندانہ نہین پہ سوز و درد سے کام حکم

شراب کرتا ہی۔ عاشقانہ لطف جو کہا کر محبت کا دل کباب کرتا ہے

اس کی فیاضی فیض شاعری کی رغبت دلاتی ہے۔ جسکو رشک تیزی

لغرہ حیدری بھر کر حاسدون کو الحفیظ الامان کا درس دیتی ہی

یہہ کلام پر از شاد نتیجہ طبع راجایان راجہ راجہ کشن پرشاد بہادر

آبروئے ہر شاگرد و فخر ہر استاد ہی یہہ مہاراج جناب راجہ

نرندر بہادر پیشکار مرحوم کے فرزند دلبند ہین اور مہاراجہ

چندو لعل متخلص شاداں کے جگر گوشہ ارجمند ہین۔ جو ہر قدردانی

جوہر قدر شناسی خاص ان کے خاندان امارت کا طریقہ ہے
گوہر سخاوت و شجاعت ان کے دودمان وزارت کا وثیقہ
ہے مختصر ان کی جتنی تعریف لکہو قلیل ہے۔ پہر کیا حاجت
تقریر طویل ہے۔ صرف چند ابیات پر ہی ختم بیان کیجئے اس کے بعد
قطعہ تاریخ طبع دیوان لکہکر اشہب قلم کو روک دیجئے۔

نظم

ذی مروت امیر نیک نہاد
آنکہ در شعر مقطعش شادست
راجہ راجگان کشن پرشاد
دل نیکوش فرحت آبادست

در دکن ہست امیر ابن امیر
افتخارے از و امارت را
صاحب عقل و صاحب تدبیر
زد و قارے بدل وزارت را

باذل و عادل و سخی و کریم
قطرہ پیش سخاش دریا
عاقل و شاعر و ذکی و فہیم
منبع جود و فضل و علم و سخا

مہر برج سمائے علم و ہنر
معدن لطف مخزن الطاف
در محیط وجود تازہ گہر
مصدر حلم و صاحب انصاف

خادم بادشاہ ملک دکن
بندہ خیر خواہ شاہ زمن

قدسی شاہ جہان شاہ عظیم ‏ خاص دلبند پیشکار قدیم

خدمتش پیشکاری شاہ ست ‏ زان فرزند ترپکار آگاہ ست

قدر افزائے ہر نجیب و شریف ‏ در ادا ماسن غریب و ضعیف

وصف او در بیان نمی گنجد ‏ علمش اندر زبان نمی گنجد

خامہ را نیست طاقت توصیف ‏ ہست عاجز لب از صد تعریف

ہست عالی والا مقام سخن ‏ بر وے خاتم کن کلام سخن

در جہان تا کہ ہست شادی و غم ‏ رنج و شادی است تا بدہر توام

خاطر شاد شاد دایم باد ‏ سینہ دشمنانش پر غم باد

قطعہ تاریخ فارسی

چون ز طبع کلام فرحت بخش ‏ خاطر شاد شد نشاط افزا

اے معلی بہت سن طبعش ‏ گفت دل گلشن بشارتہا

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ بزبان اردو

جو نقوش صنع خوشنما تھی خوش اسلوب و خوب تھی ‏ حبیدم کلام راجہ ملک کمین چھپا

تاریخ طبع اوسکی معلی نے یون کہی ‏ دیوان شاد صاحب عالی سخن چھپا

۱۳۰۹ھ

ریختہ کلک عنبرین سلک ثانی جدید و فرزدق ثالث

لبید و محقق نقاب دفینہ خاقانی و انوری حراف غزنیہ

یعرب و بحتری حسان الہند ملک الشعرا سلسان شششم

ابوالقاسم مولانا فضل رب صاحب بہشتی شاعر خاص حضور

نظام خلد اللہ ملکہ

سبحان اللہ شاہد سخن جس کا نظارہ فریب جان شفتگان حسن معنی کے

لئے برق طور ہے۔ اور شعشعہ حسن ازل اور شعلہ نور جس کی

ہمراہ این خرام لیلی مضمر جس کا خرام او ستاد فتنہ محشر ہے وہ

محمل نشین رعنائی ہے کہ اگر لیلی دیکھتی تو مجنون سے طاق اور

شیرین مفتون۔ جس کا دلگداز ذوق خلوتیان دمنی سکے لئے تنبیع

نیتوسندی۔ اور روان افزا شوق انجمنیان سخن کے لئے خشنود

ارجمندی۔ حق تو یہ ہے کہ اگر سخن کا قدم نہ ہوتا ظہور حدوث

و قدم نہ ہوتا۔ سخن کی کیا بات ہے۔ جسکی بات بات نہایت ہے

یہہ وہ ساقی میکدہ معانی ہے۔ کہ طلاقت و جذابت جس دو پیمانے ہین

اور معانی دلپسند جس کے نوالے۔ ایسا سخن جو مجموعہ کیاست و دیوانگی ہو

اور خمخانہ رندی و فرزانگی کہین تصوف کا دریا بہتا ہو۔ کہین
شریعت کا سفینہ رہتا ہو۔ کہین توکل کا پابند ہو۔ کہین رضا و تسلیم سے
سخن ارجمند ہو۔ کہین اللہ کی تشبیہات کی فکر ہو۔ کہین یاسمین و سنبل کا
ذکر ہو۔ کہین چراغ بزم احباب جلتا ہو۔ کہین دور بادۂ ناب چلتا ہو
کہین ناقوس اشتیاق بجتا ہو۔ کہین رعد نالہ گرجتا ہو۔ کہین سوز
و ساز نار و نیاز کی انجمن ہو۔ کہین زلف لیلی غالیہ سائی کا سخن ہو
کہین وہ وفا پیدا ہو۔ کہین ذکر مجنون و لیلی ہو۔ کہین برق نالہ
کڑکتا ہو۔ کہین طایر روح پھڑکتا ہو۔ وہ ہمارے مہاراج درۃ
التاج اکلیل ایالت نیر سپہر جلالت سخنور یگانہ امیر فرزانہ
عالیجناب راجہ کشن پرشاد بہادر دام اقبالہ کا دیوان ہے
حق تو یون ہے کہ جسقدر دیوان موجود ہین اور آیندہ مدون و
مرتب ہون گے۔ ان سب دیوانون کی یہہ جان ہے۔ وہ
آفتاب سپہر کمال۔ یہہ اوسی آفتاب کا فروغ بے مثال۔
وہ سرچشمہ امج ہو۔ یہہ اوسی چشمہ کی موج۔ وہ سہیل رفعت
علا۔ یہہ اوسی سہیل کی فروغ پاش ضیا۔ وہ بزم معانی کی صو

یہہ شمع معانی کی لو - وہ لجہ جود - یہہ اوسی وجود باجود کی نمود - وہ
زور قیان امارت کا نوح - یہہ مخفلیان درایت کی روح - وہ لسبلہ
بلاغت - یہہ تکملہ فصاحت - بلاغت اوسکی پیشکار فصاحت اوسکی نجاشیہ
بردار - وہ ماشا اللہ آفتاب ظہور - یہہ چشم بد دور اسی آفتاب کا
نور - حق تو یہہ ہے کہ فکر مصنف نضوان ہے - اور یہہ تصنیف
لطیف ریاض ارم - سطور قصور ہین - اور مضامین حور بین السطور
نہر لبن - اور نقاط در عدن - یا یون لکھئے کہ سخن شیرین ہے -
اور مصنف فرہاد - تیشہ اوسکا اندیشہ - اور مضامین جوئے شیرین
کہ بکام دلہا شیرین باد یا یہہ کہئے کہ سخن بحقیقت ایک طلسم جہان نما
اور مصنف کی فکر روشن لوح طلسم - اور تیغ قلم طلسم کشا ہے
مرحلہ ہائے طلسم تشبیہات ہین - اور عجائبات استعارات مضامین
رنگارنگ اوس طلسم کی فوج - عذوبت الفاظ دریا اور معانی خوشگوار
اوس دریائے طلسم کی موج - خدا کرے کہ مصنف کی دولت و اقبال کو
متصاعد دیکھون اور اقبال و دولت کو مصاعد پاؤن - دیوان کا
نظارہ باعث حیرت ہو - اور اقبال کی مصاعدت موجب مسرت

بیہوتا ہے وہ بے اندازہ والسلام والاکرام عرشی مستہام

عربی

یارب بک احول وبک استنصر وبک استظہر اعظم شانک
وارفع مکانک وادوم امتنانک واسنی کلامک بادی لسان
احسانک وبادی جنان اشکر فیک یارب وجہی عن کرائب الارض ونوا
السماء فی کل یوم وکل مساء وصل علی سیدنا رسول الثقلین نبیہ
وحبیبک شفیع الامم وصفیک وآلہ واصحابہ وازواجہ واحبابہ اما بعد
فیقول عبد الضعیف اضعف الخلیقہ بل لاشی فی الحقیقہ ابو القاسم
محمد ان الشہیر بفضل رب عرشی المتخلص حنفی المذہب انی رایت
دیوانا عجیبا وکلاما غریبا عروس مجلی بانواع الحلی مراۃ مجلاۃ
ینعکس فیہا اشباح حسن البلاغۃ والفصاحۃ والدرایۃ واللطافۃ
متانۃ معانیہ کالعروۃ الوثقی لطافۃ مبانیہ کشجرۃ الخلد وملک لایبلی
حاویۃ علی کنایات مستطرفہ واستعارات مستظرفہ ومحاسن لطیفہ
ونوادر ظریفہ مشتملۃ علی فوائد مفیدۃ وفرائد سدیدۃ وفصاحتہا غایتہ
وبلاغتہا نہایتہ شاملۃ علی عبارات حسنۃ عذبۃ غیر مرۃ تنقع المبتلی

بقبا والاخلاط لاسيما السوداء والمره

ففي كل لفظ منه روض من المنى　　وفي كل سطر منه عقد من الدرر

يؤدي بها كل عليل ويشفى بها كل عليل كيف لا وهو من تصنيف بحر الفواضل

وحبر الغامض ذات عقل وافر وادب باهر فص خاتم الايالة نص آيات

الحشمة والجلالة كامل البشارة عالم الاشارة سدة السفينة طيار الكملاء

والشعراء ونبابة العصر كهف الادباء والغرباء فرس سباق الغايات

حين جولانه جواد جيد في قطع المسافة وميدانه ليث اجم الفصاحة

اللسانية غيث بساتين البلاغة البيانية خضرت به عرصة مراعي

البيان منضرت به وجوه بدع المعاني والبيان الذي هو جمعت

بين الاعيان بمزيد الفراسة والطلاقة والدراية والرشاقة لعلو

جاهه وسمو اسمه ومنصبه اشتهر بمهاراج راجه كشن پرشاد بهادر

المتخلص بشاد حرسه الله الى يوم التناد بحرمة النبي والامجاد

وهذا آخر المرام والحمد لله على التمام والصلوة على النبي افضل الانبياء

الكرام وعلى آله واصحابه وذرياته الى يوم القيام —

فارسی

دادارا۔ درون را دل و دل را ذوق و ذوق را آئندۀ آذر ادا و دری
دادۀ۔ و داغ را داغ و دل را داغ داد۔ دارا دارائی و آه را آذر دری دادۀ۔
آوخ که از دل درد و داغ درودۀ و آرام دل را از درون زدودۀ
دود آه را ردی ارادت در زواری دل و درون آرائی آوردۀ۔ داد را
درون داغ زدۀ آزردۀ دل ادرود دل را از ادراک و درون را ازو
دور از دو منزل داد داد از دور دوران داد داد۔ و در درون آداب
آزادی را آوارۀ دوران آدم آزاری در دل آزادۀ درد و داغ
زاد و رۀ آورد دادۀ۔ آدم آزادۀ دور از آزار درد و هم روان و هم
آورد۔ و درون داغ زدۀ دروئی و آزرده۔ دود و دل آرای
ادراک داوران که داغ از دل زدوده دارد۔ و درون دارای
راز از وهم ارادت روان درد آورده دودۀ۔ آرزوی دل که
داغ درهم را ارزد۔ آدم زادۀ آزادۀ را دل دادن بران دارد
که در دم اثر در آرد۔ دل دل شد و ادراک آورد که در هیچ را
ارزش درک را از دوران دادۀ۔ ادراک را نه از کی دوران
از آوارۀ اوج زواران در دل روی از راه در آورده

اوزان

راز دل و روح دُر ز درد آرد — درد را داغ روی زرد آرد

داغ دل اندر هم درون دارد — آوخ از درد و زر که دون دارد

زاغ را روزی آورد زی داغ — ذوق آورده روزی دل داغ

روح ادراک ازش آورده — درد را دل نه و زرنش آورد

دل آزاده روح راز آرد — ذوق آزاده دهم آزاد آرد

آز ذوق دهم که آزاد آرد — دل آزرده ام از آن آرند

درد را داغ دل به راز آورد — آرزوئی ره و راز آورند

آرزوی دهم روان دارد — آزار و درد دل و دان دارد

انار آب داده ام دل را — درد زرد و آنکه زاده ام دل را

درد را زاده زداغ درون — اندرون دور درادت دوان

آرزوی که در درون داری — وان که آن آرزوی درون داری

اندرون آرزوئی دون آور — روح ادراک درون آور

دل ز داغ و درد آری — آز را آه روی زرد داری

از سداغ ده زداغ درهم — آرزوئی درهم زد زد راش رهم

دوام درد را روش دل آزاری — ازان دل روزی درون زاری

آه از درد و داد از دوران — دارم آن دل که زاد از دوران

دل که درد راه آ رد داری — آه ازان آرزد که داغ آذی

آرام دل زار که درد و داغ را زدوده در روش ادب جان را
ذوق آزادی از راه ادب دور آورده. روی دل در او را
را زاده آزاده آوردن که دوزخ دوش را از ذوق درون
داغ دارم به ادراک روش درد و داغ آن آرزوئی دوزخ
دارد. ده وه اے وارث درج دُر دری و درم وشم ارد که
روح ادراک در قدره قدره آن او ذان راز در آورده
دور درا دارد دل اله اراز و ادراک را او داده آری از داوری و
دارائی را رب دود و دوام درم به آوازه آوردال ادراک
در روی آوان زن آورده روی ذوادی که آزاده دل وارداده
روان داد و رادی. راز درون را درد و سے آب آورده
و در راه روی داوران آوری را اتاق روزی ده و داد ره
داوران را ادراک آورده و دو در درون را در وه از نو

ذراز رب وددو ذره ذره دراو براق آورده ووداوش داده
ادراک راو دل وراز راودرون آزرده آوردن که او ادراک
راز را از درون دل در راه دزدان وادن ای دار آ
دوران آن داور آزاده روان را در دور داوری دارا دارم
دوره ازاده ودرغ ودر وازل زدوده زدوده وار د
آوازه دار ادراک دار دهان وده اسے داور سا دداری دا
دور ورش را درم دار دار اسے دور دو

تاریخ

دیوان مهاراج که از مشک نفحات ... در طبله نهان کرده دو صد نافهٔ تاتار
فکرش به همین ماند که از جمله بر جیش ... با فره خورشید سهیل است نمودار
این گوهر تابنده ز صهبای معانی ... یک ساغر گردنده بود از می خلار
معنی است بالفاظ که قیمت به همین ... گلگشت به بستان است کتابت است در آزار
آن ماه فروزنده و این حور خرامان ... آن مهر درخشنده و این کبک برفتار
هم آن را بدو صد کیسه دل مشتری مانند ... این را بدو صد گوهر جان خریدار
آن در عدن دارد و این گوهر کانی ... ان نحل عسل باشد و این نخل ثمردار

آن نور شبستان بود و این نار بستان | آن باد بهار آمد و این ابر گهربار
آن صولت کرار و این سطوت رستم | آن شوخ فسونگر بود و لعبت سنجار
این نظم عجب نیست که از تیغ فصاحت | تسخیر کند مملکت هند بگفتار
وان ملک مسخر شده چون حافظ شیراز | بخشد بلب قند فشان بت عیار
عرشی بزمین کرد خیال سن تاریخ | هاتف ز فلک گفت که سرچشمه گفتار

۱۳۰۹

ولہ

در رهگذر روی دوری دری | هر خار و خسی که بود رفتم
تاریخ نوائے این نوآئین | سرچشمه فن شعر گفتم

۱۳۰

چکیده قلم بلاغت رقم ناظم بیمثل و شاعر بے بدل رشک نجیبی طوسی مولوی محمد عبد الجبار خان آصفی نظامی سررشته دار محکمه معتمد اعلیحضرت بندگانعالی خلد الله ملکه و سلطنته

بسم الله الرحمن الرحیم

الله الحمد که گلچین اندیشه از سر در هوائے سیر چمن گریبان آسوده و بهار تازه رنگین خیالی به رخ نگاه شوق در گلزار جاوید رنگینی کشود. الله الله این گلزاریست پاییکده سرجوش امانت که موج گلشن رنگ

موج صبا بدماغ رسائی تا من طوفان رنگینیست۔ بہجوم شقائق نقش مانند صف

پیالہاے بادۂ ارغوانی بشکست لشکر خمار جلوہ زنیست۔ ہما با امروز نہ

روز حوصلہ آزمائی میکدہ آشامان معانیست۔ واندازۂ ظرف دریا کشانرا

کیفیت روحانی کہ حریفانی کہ از خمیازہ پیرائی خمار عمر ۲ بوسہ لب

ساغر شکستند و از اوہام دردسا تگین زمانہ و خیال عشرت بسیخ

طبیعت بستند تعبلا نوشا نوش این بادۂ مردافگن رنگ رخ باختند

واز اندیشہ سیل خرامی نشہ اش پیمان سواران آب از بیجگی

سپر انداختند ندانستند کہ ساقی دریا دستگاہ را باخوش مشربان خویش

التفاتیست کہ اگر نگاہ صد محشر غبار تفرقہ انگیز در دست فیضش

چشم دوختہ اند۔ و اگر شور ہزار قیامت نمک فتنہ ریز در از آتش

ہمرگرمی خیالش بکباب رسائی ذوق رخ برافروختہ اند۔ یعنی

ہمرخوش نشہ شوکت دماغ کیفیت رسیدہ دولت طغرا نشور۔

ظہور ظہور۔ اوجی خیال مہر کمال شوکت شان حشمت نشان

اسیر شوق شیدا ذوق نظیری نظیر عطار و دبیر ظہیر سخن نصیر حس

مربع نشین چار بالش عظمت طراز و بادۂ امارت گوہر اکلیل

دانشش فصِ خاتمِ بینش آفتاب اوجِ اقبال۔ سپهر رفعت کمال اختر برجِ تفاخر عالیجناب مهاراج کشن پرشاد بهادر که در پیش دور خار انگیز جبلش نشهٔ اقبال و کمال هنر در بالا داشته و حریفان بزم سخن را بجام پیمائی افادت و افاضت خشک لب نگذاشته کمالاتش برهان تکمیل نفس انسانی و علم و فضلش دلیل شرف ابنای ابنای حادی خوانیش سرمستی عراقیان قیامت آثار۔ و لب صدا نوردی عجمیش از دست افشانی ترکان فتنه محشر آشکار۔ از ملاحت گفتارش هندیان کان ملاحت بزخم جگر انباشتند و از سرگرمی بیانش عجمیان شعلهٔ آتشکده در سینه سوخته کاشتند هر حرفش اخگریست سوز انگیز و هر کلمه اش شعله ایست تجلی خیز آتش طبع آتش جنیهان سرگرمی نداشت که به مجمر در ونگار پیمن اشرعه و هندیش وبدی و شعلهٔ فکر شعله را دم سردی زمانه آن قدر نگذاشت که از دو عبیر نفسش دستگاه سنبل و ریحان چیدے از فلق آبدارئے گوهر الفاظش دل بحر اسیر گرداب پریشانی و از رشک رسائی زلف مضامینش طبع سودا ائیس جنون جولانی

و جز بیدل پستی زمانه قلم قضا رقم قضا بر صفحه نام ناسخ از پیشتر لغو
انشا دیوانش صنمکده ایست که در سر خلیلان جز سودای تجدید
فروشی نمی پیچد و در دل مومن غیر هوای عشق بتان خیالش
نمی گنجد یا عود هندیست که آمیزش آتشین گلهای پارسی
دستگاه دوبالا نکهت خویشی برگوشه چیده یا رنگین نغمه بلبلی است
با جوش بهار افسون همرنگی خود دمیده یا پری زادیست آبشیشه الفاظ
نازک افسون خوانی هاروت فن زمانه محمله آراسته یا خیل غزالست
که بهوای حلقه کمند صیاد وحشیان مضامین جولان شوخی برخاسته
یا آتشکده سرگرمی خیال سمندر مشربیست که در جنت آتشکده عجم
دستگاه خویش چیده است و سرگرمی خیال دیگر گرم نقصان را با آتش
پرستی مضمون گرم خو کشیده یا ندشلوث است که بر رواج عربیت
عجم دهند ممتزج گردیده بهر دماغ بیدلی نازک خیالان بوی
کیفیت تازه دمیده یا نشاهیست تنگوان که بچشم نیمباز دوایر
ساغر کیفیت جنون دوری پیموده و از آبروی کشیده حروف
جوهر شوخی برق عرض نموده نقطهای افشانیش بشکست

ہجوم غم آوردہ و حروف چشمہ دارش آب رسانی کشتی ہلال طوفانی برپا کردہ ـ بہ مقامے کہ صدا ے در و بلند است شور قیامت بلبلہ صفیر اسرافیل است و بجائے کہ پیام وصل عرش کمند است پیک فرخ نویدش جبرئیل ـ سرخی عنوان گواہ خونریزی تیغ نگاہ محبوبان ـ و شکن نامہ شاہدان شکست عہد خوبان ـ متانت عبارات آثار ثابت قدمی عشاق ـ و پیرشم اختلاطے الفاظ و معانی نشان خونگرمی ارباب وفاق ـ شوخی کلمات نشتر غمزہ خوبان سفاک ـ و صفائی مضامین سادگی حسن پری چہرگان بیباک

حریفانیکہ از مستی بجوشند
مے ممزوجہ عز و معالی
از این مے طرفہ نیرنگ آشکار است
مے کہنہ و لے تازہ رسیدہ است
از این مے گر کشد یک جرعہ مخمور
و دین مے زاہتزاز ذوق مستی
چہ مستی ہستی جاویدانی

مے راجہ کشن پرشاد نوشند
فروغ دیدہ جام سفالی
کہ از رنگش نفس صبح بہار است
بجام جم فلک رنگش ندیدہ است
انا الحق از لبش جوشد چو منصور
بود کیفیت آغاز ہستی
نشاننند کمال عز و شانی

همی بینم جهان ساقی پرست است / بدو نقشها هر کسے ساغر بدست است

همانا از سخن شد شاد ساقی / معانیش بود صهبای باقی

بیا ای مے پرست بزم گفتار / ستان جام از صراحی مهر بردار

تعالی الله ازین دیوان رنگین / به نظمش دیده شد دامان گلچین

ز ترکیبش عناصر مختلط شد / ز ترتیبش طبایع منبسط شد

ز تسجیعش چو بلبل لب به بندد / بروے باغ امکان گل بخندد

گهر در جیب لفظش پاره سنگ / ز رنگینی معنے لعل بیرنگ

چنان باشد غرضش در ربط لب / ثنا بینش لفظ او کواکب

فصاحت موج بحر گفتگویش / بلاغت جوش اغراق و غلویش

ز تبلیغش خرد آئینه پرداز / بیان در سرمه خوابانید آواز

ز طبعش موج بحر مثنوی زد / که مضمون جوش طوفان نوی زد

قصایدیست معراج کمال است / رسول این شرف اوج خیال است

غزل خیل غزالان را کمند است / رم شوخی معنے پائی بند است

چو از مژگان ترکان جست آماج / دل خارا نماند رخنه محتاج

بے سیل خرام ناز مستان / ندید جز دل وحشت پرستان

بهر جا قامت خوبان کشیده است | قیامت هم بدنبالش رسیده است
چو از نوش لب جانان سخن راند | مسیحا را نفس در سینه بنشاند
چو شمع افروخت از دست حنائی | زده آتش بجان پارسائی
چو برگ چشم خوبان تیغ گیرد | اجل مست آید و از ذوق میرد
اگر چه راست زهر مرگ جوشد | زبان از حرف تلخی میفروشد
اگر دو لعل است از هستی بر است | نفس سرچشمه آب حیات است
عجب کیفیت ناز و نیاز است | نفس گر هیچش محو گداز است
چو این مثنوی از طغرای اتمام | مطرز شد بحسن جلوه تام
تشخصا از فکر سالش سینه پرداخت | ز اشراقات بشاد آئینه پرداخت

۱۳۰۰

رنجیته خامه نعمان زمان و ابویوسف دوران منبع معقول و منقول مطلع فروع و اصول فقیه عدیم العدیل ادیب جلیل اریب نبیل جناب مولوی محمد مجیب صاحب فرنگی محلی وکیل درجه اول و مصنف قانون شهادت و قانون حلف و دیگر کتب عربیه سلمه ربه

الحمد لله الذی وجب وجوده فی الاعیان وامتنع تصوره کل حین

فی الآن تصدیقہ مستلزم لفلاح الدارین حکمۃ قاض لقضایا الثقلین قیاسنا
نتیج من مقدمات عرفانہ ولیس من اصغر ولا اکبر الا انہ تحت حکمہ
واحسانہ والصلوۃ والسلام علے رسولہ الذی انقطع بہ تسلسل
النبوۃ ودارت بہ دورۃ وایرالہدایت الے یوم النشور فینا نہ
سلم العروج الے مدارج الکمال وتقرب حضرت رحمان الغفور ملک
مملکتہ اسلامنا مالک رقاب احکامنا کم من اخلاق رویتہ وشیم
رذیتہ بہ صارت قابلۃ للتہذیب وکم من رصاص وحدید بہ عادت
صالحۃ للتہذیب من الطاعۃ فکان صدرا فے صدر جنۃ الفردوس
واہتدت بہ قبائل غیر متناہیتہ کالخزرج والاوس وعلے آلہ واصحابہ
الذین بہم استنارت بہم دور عرفان المبدا الفیاض وکان لہم اتباع
اوامرہ بینہم وبینا ونواہیہ منتہی الاغراض فاللہم صل وسلم علے
سیدنا ونبینا الہاشمی القریشی ابد الآباد وعلے اتباعہ وانصارہ
واعلامہ الامجاد الی یوم التناد ۝ وبعد فہذا اعجب الدیوان
واغرب البیان فصیح سلیس بلیغ نفیس خالی عن الزلات والسقطات
عاری عن التعقید والمغالطات سمعت عن محاسن ہذا المنظوم طبعہا

وثناء ہامن افواہ الاذکیاء و مدحہا وہو من نتایج الافکار امیر الاعظم و رئیس الاکرم مخلع بہ تشریف الدولہ والاقبال ممیز بین الامثال بالسطوت واجلال کشاف دقایق البدایع و عریف حقایقہا صراف خزینۃ الصنایع و مفرح مضایقہا النوار سیمائہ ولیلۃ علی رزانتہ رائہ و آثار صحتہ فکرہ لایحتہ من وفور ذکائہ مخلق بخلق اللہ عز و جل بانواع بر و احسان جامع بین الصفات الجمال والجلال والشجاعت والفیضان زینۃ المجالس والمحافل زبدۃ الاقران والاماثل جناب راجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار ادام اللہ اقبالہ و بلغ اللہ الی ما یتمناہ و اجلالہ بالعزۃ والعظمت نافذ القضاء والقدر و خالق الیل والسحر والحرمتہ افضل الانبیاء سید البشر و آلہ و اصحابہ کالنجوم والدرر ما دامت الصفا والکدر۔

ریختہ خامہ اعجاز ہنگامہ شاعر ظہوری ظہور نظیری نظیر جناب منشی محمد عبد القدوس صاحب المتخلص بہ قدسی شاگرد و برادر کہین ملک الشعراء ساسان ششم ابو القاسم مولانا فضل رب صاحب عرشی مدظلہ

بنام خداوند آمرزشگر

سپاس یگانۂ ناماننیزدان را کہ پست و بلند آفرید و نادان و خرد مند
مہر وشان را لعل شکرخند داد و نونہالان را شاخ برو مند۔ نہ
آغازش را آغاز۔ نہ انجامش را انجام۔ بے ہمہ و با ہمہ و بہمہ
رخشد و با ہمہ ماند و بے ہمہ باشد۔ مور و مار را روزی داد۔ و نور
و نار را چہرہ فروزی۔ خدایا ندانم چونی و بکہ شانی۔ کہ و کجائی کرد
کردۂ تست نہ فرشتگانت شناختند نہ پرستگانت۔ از سر فرازان
سرفرازی۔ و از ہمہ فرازی میکنی ہرچہ میخواہی۔ یکے را کجکول
گدائی بخشی۔ و یکے را اکلیل شاہی چہ گویم و کجا جویم حیرانم
سیدانی ہرچہ نمیدانم اگر گوشک سپہر است و گر قندیل
ماہ و مہر برافراختہ و برافروختہ تست اگر پرستش کدہ
براہیمی است و گر آذر کدہ زرتشتی ساختہ و سوختہ تو ہمین بر آور
اموزگارم مولانا عرشی مد ظلہ العالی چنانکہ در مثنوی لیلیٰ و
مجنون مے فرمایند۔

اے مہر تو بر بساط غبرا		قندیل فروز ریگ صحرا

از حکم تو گل چراغ بر کف — هم لاله ز مل ایاغ بر کف

نه خیمه آسمان کشیدی — بی چوبه و ریسمان کشیدی

گستردهٔ تست خوان دوران — هم مور کشد و هم سلیمان

ای بسمله بدایت کار — ای تکمله نهایت کار

تا بود و نمود و بود از تست — پیدائی هر وجود از تست

در راه تو نطق پا شکسته — هر گام قلم عصا شکسته

هر ذره به مهر تست بینا — هر قطره به فیض تست دریا

از مهر تو سنگ کان زر شد — قطره به نوال تو گهر شد

مهریست چو نور پاشد — صد برق بفرق طور پاشد

گل گوهر شب چراغ گردد — آتش به خلیل باغ گردد

از سیل بدجله ها که جوش است — شور تو معلم خروش است

از سوز تو سنگ را به گوهر — صد لعل به آتش است مضمر

دارائے درونی و برونی — دانائے بدونی و درونی

کنهت به قلم نوشت نتوان — این ره بقدم نوشت نتوان

دریا به سبو چگونه گنجد — صحرا بکدو چگونه گنجد

رایت شرف آدم زادگان فراز کنگرهٔ عرش افراخته و نباطقه

از انبازان بی نیاز رم ساخته تا گهرهای سپاس تبار سخن

سفته آید و ناگفته ها گفته. و درون به فروغ پاسی مهر سخن خاورستان است

و اندیشه بفراوانی نشاء معنی خمستان. هر جا که گل می بالد

بلبل می نالد. سرو سر میکشد. قمری زمزمهای نغز میکشد

من که نباطقه نادره را سی آب خضر در دهن دارم و چشمهٔ کوثر

لبساغر سخن. چون سخن سنجیده و روان پالای از نهان خانه

ضمیر سخنوری بخرام طاؤس و رفتار کبک دری بچشم آید ستم است

اگر زبان سخن سرائی بحلقه خامشی نشیند و زبان ستایش نگشاید

دیوان امیر نامور مهاراج روشن گهر که بخت و اختر پیشکارش

و اقبال و دولت غاشیه بردارش باد به کالبد چاپ در آید

و قدسی سخن سرا که مشک بیز قلمش عقد نقد طبله های مشک

می پاشد خاموش باشد قلم عنبرین رقم را چه پا که جان خجسته جسم

در کالبد گفتار میدمد و پاکیزه بار بدش در رازشگافی و نهان

دریابی بر فراز حصار زمردین نه طارم می رسد. پرسای

دریابش و فروش اندیشه سرآمد روزگار - واز حلقه گفتار گستران

ستوده یادگار است - دار اهنش از گیتی آشوب بپاس داشته

بکام و دگیتش سازد - بے آمیزش پندار بر دانش پژوهان

روزگار تازه دهشش را در راکده پیشین فرزانگان پارسانی

روزگار اگرش بنگرند - همانا بر این فرزانه پیکر بند آفرینها گسترانده

نے - سنے پندار را چیره دستی بکار رسید - گزشت از پیشینان -

فرازینان هم اگر چنین خجسته گفتارش بشنوند بفرزانه پایه بودن

دریابش فرودیان از دورو می انگیز بگروند کالکش در ریخته - بدیع ترانه

از رنگ تازی بیرنگ ریخته - که بجدا گانگی روش و تازگی بر اسم دو

شگرفی سخن گستری و پاکیزگی نهاد این نگار بسته به پیشین

برسرود مانستی بنام دو خامه شگفتی نگارش در پیکر بنان سخن وران

فریب تندیسی بر تخته گفتار نگار بسته که دیدن بر نگارش بچیره دستی

شاد . خجسته است دانش خواستار از دل ناشکیبی میسد بدرودی

بے نوا که گفتارش بپایان رسیده سپرانجی بے خواسته از بخشش

مے پیکد الا یزدان این نگارین نورد را دور از روزگار که بگران

بہ سعد ہمایونی باردآن فرزانہ یگان امیر روشن روان را

باستعداد اقبال ازل آورد کامبخش کامروائی روزگار وارد و تاریخ

چون بہ فرمان راجہ بادل	طبع کردید نظم پاک جناب
معنی تابناک در الفاظ	نیری ہست در حجاب سحاب
یا بالفاظ معنی روشن	شاہدی ہست برکشیدہ نقاب
دید چون روی شاہد معنی	گفت دل ان ہذہ لعجاب
کاروان فصاحتش وارد	صد شتر حملہ ہای عنبر ناب
چون برآمد سہیل تصنیفش	زآسمان خیال چون مہتاب
برہوا از جوش سور و سرور	تاج خود آفتاب عالمتاب
کلک قدسی نبشت تاریخش	سخن نقاد گوہر نایاب

۱۴۲۱ — ۱۳۰۹

ریختہ خامہ عنبرین شمامہ سخنور یگانہ و یگانہ زمانہ جناب

مولوی میر حشمت علیصاحب حیدرآبادی میر منشی محکمہ

ناظم صاحب ٹھیکہ خانجات ممالک محروسہ سرکار عالی

شاگرد جناب حیدر حسین خانصاحب مرحوم جناب حبیب علی عبا دام ظلہ

تعریف لکھوں میں کیا خدا کی	اور نعت رسول کبریا کی

ہزار ہا شکر ہے اوس خلاق عالم کا جس نے کن سے کائنات کا
جلوہ دکھایا۔ اور کتنا بڑا احسان ہے اوس بادشاہ کریم کا جس نے
ہمکو امتی جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کیا۔ ہمارے دلوں کو روشنی چراغ ہدایت اور پیروی صحابہ
کرام و ائمہ اطہار سے منور کیا۔ ہمارے جیسوں کو بادشاہ اولی الامر
اہل اسلام کی اتباع کا فرمان دیا۔ وہ بادشاہ فریدون فر خسرو پرور
دارا شوکت جمشید حشمت جو خاندان آصفی کا چراغ روشن ہے
اوس کا خطاب و نام مبارک نظام الملک آصفجاہ نواب
میر محبوب علیخان بہادر والی دکن ہے۔ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

حفظ میں تیری ہو یا رب یہ سلطان دکن	میر محبوب علیخان گوہر کان دکن
شیخ جود و سخا ہے بادشاہ نامدار	ہے عروج آسمانجاہ دیوان دکن
کیا لکھوں اوصاف اوسکے شاعر عالی مقام	شیر سے ہمچشم رہتے ہیں غزالان دکن
جب شمار فلک کو کیوں نہ حیرانی ہو	کاخ کسریٰ سے ہے برتر طاق ایوان دکن
پہولا پہلا ہے اشرفی کے پہول سے	کان زر کہتا ہے پہلو میں بیابان دکن

کیا تعجب ہے جو ہو کا خلد کا زاہد کو ہو	کم ہیں یہ بہیں حور و غلمان حسینان دکن
ہے دعا حشمت کی یارب حشر تک تازہ رہے	رونق و سرسبزی گلہا خندان دکن

اللہ اللہ کیا شہر اور کیا شہر یار ہے۔ کہ جس کے دربار میں ہمیشہ علم و فضل کا گلشن پر بہار ہے۔ ہر گہڑی علماء روزگار اور شعراء نامدار حاضر رہتے ہیں۔ ادنے ادنے شخص یہان کے اپنے کو فصحاء بلیغ سمجھتے ہیں۔ گرم بازاری شعر و سخن بدرجہ غایت مشہور ہے جس کی شہرت نزدیک و دور ہے۔ اگرچہ کہ طبقہ اولے میں حضرت نواب مغفرت مآب آصف جاہ بہادر المتخلص شاکر۔ و راجہ راجایان مہاراج چند ولعل شادان و شیخ حفیظ صاحب حفیظ و اخواجہ نصیر صاحب دہلوی کا دکن کے شاعرون مین شہرہ عام تہا اور طبقہ ثانی مین جناب حیدر حسین صاحب حیدر اور جناب شمس الدین صاحب فیض گنجور وغیرہ کا نام تہا۔ مگر الحمد للہ فے الحال طبقہ حالیہ مین بہی قدردانی سے ہمارے ظل اللہ کے عروس سخن جلوہ دکہلا رہی ہے اور ہر طرف سے صدائے شعر و سخن کان مین آرہی ہے حیدرآباد غیرت ہندوستان

بن گیا ہے یہان کی فصاحت زبانی پر دہلی کا گمان ہو گیا ہے
میرے سخن کی اگر صداقت منظور ہے۔ اس گلدستہ باغ شاد کی
سیر کیجئے۔ اور چشم انصاف سے ہر شعر کو ملاحظہ فرما کر داد
سخن دیجئے کہ ہمارے مہاراج تو اس باغ جوانی وگل مراد زندگانی
معدن وجود وسخا مخزن علم وحیا خلاصہ خاندان ذی کمال چراغ
دودمان راجہ راجایان مہاراج چندو لعل پیشکار خسرو ملک
حیدرآباد امیر ابن امیر راجہ کشن پرشاد بہادر شاد نے گلس
روشس سے گل مضمون کو باغ سخن مین جلوہ گر فرمایا۔ کہ جسکی
سرسبزی و تازگی سے ناظرین نے ثمر لطف اٹھایا۔ اگر اوس کی
شادابی پر بہار کو صبا و نا سخ ملاحظہ کرتے دامن نظارہ کو گوہر
لطافت سے بھرتے۔ اور خواجہ حیدر علی آتش اس گلزار
خلیل کے وصف مین گرم زبان رہتے۔ سوز و میر اس کے
سودائی بن کر سوز دل کا صدمہ دل پہ سہتے۔ اس کلام کی
تعریف مین زبان لال ہے اور اس کی وصف مین نقص اپنا
ظاہر کرنا عین کمال ہے لہذا اوس کے وصف مین توصیف سے

گذرتا ہون اور ایک قطعہ تاریخ لکھکر ختم کلام کرتا ہون -

ہو اجب مجتمع یہہ گلدستہ شاد ۔۔ بطرز عمدہ باشان بلاغت
کہی حشمت نے یون تاریخ اوسکی ۔۔ چھپا دیوان شاد اہل فتوت

۱۳۰۰

قطعہ تاریخ از گلشن لعل جیو نبسہ داماد جناب راجہ گردہاری پرشاد بہادر باقی تخلص

دیوان شاد طبع شد خوش ودرین زمان ۔۔ باقی ہمیشہ باد درآفاق نام شاد
از صدق دل بجست گلشن لعل سال او ۔۔ ملہم زغیب گفت پذیرا کلام شاد

۱۳۰۰

قطعہ تاریخ از جناب محمد عبد الوارث خان صاحب جاگیردار وارث - صدر ناظم دفتر منہائی چہرہ جات بارگاہ نواب شمس الامرا امیر اکبر خورشید جاہ بہادر مد ظلہ العالی

چھپ گیا دیوان گلشن پرشاد کا ۔۔ اب مہیا ہو گیا سامان شاد
سنج کو وارث جگہہ ملتی نہین ۔۔ بہر گیا ہے عیش سے سامان شاد
جسکی ہے تاریخ مین بہی بوئے عیش ۔۔ شاد ہون مین دیکھ کے دیوان شاد

۳۹۵ ۔۔ ۹۰۵
۱۳۰۰

ایضاً

طبع دیوان شاد شد و داشت — بدل آمد نشاط رفت ملال

من چو دیدم کلام آن روشن — نور چشم سخن نوشتم سال

۱۳۰۹

قطعۂ تاریخ از محمد سراج الدین صاحب شکور فرزند خورد محمد شکور صاحب مرحوم شاگرد جناب حشمت صاحب حیدرآبادی

اندرین اثنا چو شد طبع طبع — این کلام خوشتر از فرمان شاد

گفت سال انطباع او شکور — شد رشید طبع ول دیوان شاد

۱۳۰۹

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بے بدل جناب محمد امیر حمزہ صاحب اسیر مددگار میر منشی محکمۂ ناظم صاحب آئینہ خانجات

کیجئے سیر باغ شاد کی خوب — نہیں ممکن کہ ایسا دیوان ہو

تہ کیا ہو تو بہار سے سال ۲ — یار در شاد کا گلستان ہو

۱۳۰۷

۱۳۰۹

قطعۂ تاریخ از مولوی محمد عبد اللہ صاحب داروغہ آئینہ خانہ پیشکار سرکار عالی

چون این عروس زیبا بوشیده زیور طبع — از سیر باغ حسنش مانند گل شگفتم

تاریخ انطباعش ای عبد از مسرت — دیوان شاد گشته مطبوع طبع گفتم

۱۳۰۹

قطعهٔ تاریخ از طبع زاد از جناب محمد حسن اعلی صاحب منشی محکمه صدر تعلقه داری علاقه پیشکاری

شد طبع چو دیوان مهاراجه بهادر
گویم اگرش انوری و مهر نبیند

از بهر سنش خامهٔ من احسن اعلی
اشعار شکرریز بشد طبع رقم زد
۱۳۰۳ھ

قطعهٔ تاریخ از جناب منشی اسحاق بیگ صاحب مددگار جناب حکیم الحکما مولانا شمس الدین خان بهادر

بفضل خداوند ایزد تعالی
چو شد طبع دیوان آقای نعمت

ز فرط خوشی سالتیا عرض کردم
سن الطباعش گلستان حشمت
۱۳۰۳ھ

قطعهٔ تاریخ از جناب محمد حسین صاحب شاد رقم خوشنویس علاقه پیشکار سرکار عالی

از عنایات کریم کارساز بی نیاز
منطبع شد چون کلام راجه عالیجناب

ای حسین از بهر سال سروش غیب گفت
خوش بگو گردیده ایدل چاپ الثانی کتاب
۱۳۰۳ھ

قطعهٔ تاریخ از جناب لعل ادا صاحب آزاد علاقه دار پیشکاری

چاپ چون گردید زیبا باغ شاد
چشم ما از دیدنش شد شاد و ناز

عرض کرد آزاد خوشدل سال او
طبع شد دیوان شاد سرفراز
۱۳۰۳ھ

قطعهٔ تاریخ از بلبل شاخسار سخندانی مولوی محمد عبد المنان صاحب
صیغه دار عدالت محکمه ناظم صاحب خارج

راجه عالی گهر راجه کشن پرشاد شاد
داد حکم طبع این دیوان بصد فرحت اقتباس
ای محمد مصرعهٔ تاریخ طبعش عرض کن
شاد ایجان شد کلام شاد مطبوع اناس

قطعهٔ تاریخ از نتیجهٔ تازه سخنوری مولوی محمد عبد الله صاحب
عرف تاج الدین صاحب قاضی زاده تعلقه پاتهری ضلع پربهنی

طبع شد دیوان شاد از فضل دادار کریم
زین نوید فرحت افزا گشت خوش اهل عجم
گفت فاروقی بسال از طبع عشق فی الیم
نسخهٔ زیبا شده مطبوعهٔ اهل رقم

قطعهٔ تاریخ از طوطی شکرستان سخن پروری جناب میر تراب علی صاحب
زور صیغه دار محاسبه خزانه عامره سرکار عالی

اطہر نامی ہیں ایک شاعر میرے احباب سے
ہے محبت پر مجھے اون سے جو کامل اعتقاد
یک بیک آکر انہوں نے یوں کہا اصرار سے
چاہتا ہوں شاعری کی ہیں مقرر تجھ سے داد
ذی کمال و پیشکار حیدرآباد دکن
تاج فرق شاعری و زیب تخت کیقباد
آج وہ چھپوا رہے ہیں دیوان اپنا یادگار
تو بھی لکھ تقریظ اچھی تا رہے دنیا میں یاد
میں نے کچھ لکھی نہیں تقریظ تھی مہلت جو کم
ہے فقط موزون طبیعت شاعر نہیں ہوں اوستاد

طبع کی پوری سے جب آراستہ پیراستہ
ہو گیا روشن کلام راجہ عالی نژاد
زور نے لکھی ہے کیا تاریخ مطبوع جہاں
چھپ گیا اب واہ دیوان کشن پرشاد شاد

بنتیجۂ فکری جناب ستیش پرشاد صاحب خرم تلمیذ شاد فیض ...

عجب میر سخن راجہ کشن پرشاد ہیں یکتا
افضل قطعہ ہے دیوان خوش ... شاد ...
کہی خرم نے یہ تیاری دیوان کی تاریخ
ہوا دیوان شاد ...
۱۳۰۹ ھ

ولہ

جب چھپا دیوان راجہ کشن پرشاد کا
ہو گئے انجم نثار اور چمکایا آسمان
خوب خرم نے کہی خوش ہو کے تاریخ طبع
کیا چھپا دیوان شاد بہر شعرائے جہان
۱۳۰۹

از طبع زاد جناب محمد تاج الدین صاحب جمعدار

شد چو مطبوع زمان از فضل حق
خوش کلام شاد والا مرتبت
از پے تاریخ او با صد خوشی
ثانی گفتم بوستان معرفت
۱۳۰۹

از طبع زاد جناب سید اعظم اللہ حسینی صاحب اطہر مددگار محافظ دفتر خزانۂ عامرہ و خلف الصدق شاعر نازک خیال مولانا افسر صاحب مرحوم حیدرآبادی

حبذا راجہ کشن پرشاد نے
جب کہ چھپوایا کلام طبع زاد
اطہر مداح نے لکھا یہ سال
واہ خوب چھپ گیا دیوان شاد
۱۳۰۹ ھ

تقریظ

نتیجهٔ قلم مشکین رقم ناشر بیشال شاعر اعجاز خیال نظیری
نظیر فرزانهٔ دانشگه فخر پیشینیان جناب مولوی
محمد رفیع الدین صاحب فریدی مهتمم کتابخانه پیشکاری
و قاضی زاده و محتسب زاده تعلقه پاتهری ضلع پربهنی
سلمه ربه برادرزاده و تلمیذ رشید سخنور خاقانی دوران
رشک ظهوری و طغرا انتخاب مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب معلی
صدر مددگار ٹپه خانه سرکار عالی

بنام یزدان

یارب ساغر مردافگن کدام میکده بگردش آمده که زمین سخن
یکسره چشم ترک میفروش است - و انجمنیان قلمرو ظهور نشاه هستی
یکقلم باده نوش یکی را پای شکیب و توان از مستی میلغزد
و یکی را دست از تندی صهبا چون عضو مرتعش میلرزد و اینانکه
گرم رفتاری طاوس کلک فتنه خرام در خیابان معنی آفرینی دیده
نگاری بستایش شاهدیست که نظر فریب حسن ازل آوردش

خنده فروغ قدسی جمالیست که دیده حسن پرست معنی را
از دیدن و گلچین نگاه را از گل نظاره چیدن باز داشته نگاه
جادو نیاهش کسی که فسون بابلیان بکرشمه چشم نیم بازش طرف
نمی شود پلنگ بربریست که در نیستان خفته و نجوی گرمی جلالت
صدر مدرس جناب بشیر گردون گفته ناظره بدین فروغش
حسن زاهد فریب و شاهدی بدین فره فروغ از جمله ضمیر و نیازمندی
خاطر کسی بدر نیاید و کلک لاابالی پوسه رقیعات وقت آفرین
هنوز بستایش حسن خود ستودش جنبش در نیامده که صد شرار
برق ایمن بهر پیچوله نه آن مایه ریخته که تا ... میدان
اسرافیل از کالبد بیهوشی در قالب هوش آید و باد ...
هستی در اندامشان بجوش ندامی که آن شاهد ناسپید پرستان
بدین رعنائی کیست و آن برق ایمن بدین فروزش نور چیست
بدانکه آن مرقع دانش و ارژنگ خرد آموزی اشارتیست
بدیوان جناب شاد که در زبان ریخته رخ افروخته و برق
است
حیرتش خرمن فلک سوخته ان معنی بند سوخته و فراوانی برق بعبارت

از پریزادان معنی که در نقاب الفاظ بر دیبانی معانی بر سر دوش
کشیده بدین زیبائی زیبای انجمن فروزند - و دیده بصیرت دوزند
اگر ترنج خسرو و جام جم را در قلمرو آشکار پرستان بچشم
سر ندیده باشی این گنج باد آورد را بدیده دل بنگر که از زمین تا
آسمان آشکار ببنگری و طوبی را بر زمین و خود را بر طوبی سوار
بنگری - و ارم را چون مشتاقان جمال یار در گشاده یابی و آب کوثر
بساغر فتاده - عرشیان را بدان فره ازل آورد که حرف شنوی
به تسبیح و آرائے زمین و آسمان زمزمه پرداز بینی و سید الانبیاء
خاتم المرسلین را بر صفحه قاب قوسین فراز مسند انس با شفیعه خویش
در راز و نیاز - آن پایه فکر فلک پوئے که درین کشور سخن بهنجر آمد
و بر سر کنشک و شارسان نظر میگشاید بے آمیزه گمان سید اند
که این گفتار بگفتار او نهی ماند - این نامه آسمانی است که برین فرخ
گهر کشور سخن از فراز عرش سپهلے فرود آمده که صد ره پیر نهاد
باکش از بلند تا شان سپهر متقرنس در دآمده - تا زهم بروزگار
خود و رسائے بخت رسائی جهانیان و زیره خاک باشان دلش ملائک

که این چنین سخن بلندتر از کاخ حصار اخضر و این مایه روشن گهر
سخنور گرامی نژاد و مهاراجه نامور تارک امارت را افسر و عروس
دولت را زیور شمع و چراغ شبستان داوری نوبهار چمنستان
سروری بهره روزگار ما باشد و چنین قدسی نهاد درین عهد بلاغت
عهد از آسمان رفعت فرود آید اگر لوای بلند آوازگی افراشتن
خواهم و سر به سخنوریش را پایه فراز فرق طوبی نهم و آب خضر
بظلمات جحیم و دانشش سلم اول ارسطوی الهی و زبان سخن
سرای روشش ظهوری و طغرا مولانا سعدی مدظله دام گیرم
و اسرافیل چند هزار سال از صور دمیدن باز ایستد و رفعیات
فریدی اندرین نوزده روزگار از فره فرهنگ و فروزش نظم
و پهنای خیال و توانای فکر و گرانبهای استقلال و پاکیزگی گوهر
و دوشیزگی سخن و سازگاری اختر و پرده گشای قلم نادره رای
اندیشه علوی خرام آن یگانه فرزانه بسلک نگارش کشیده از
نهانخانه ضمیر پاتال و از انامل نجابه در خامه نبامه سپارم از
دریا قطره و از خرمن دانه نبرداشته باشد نهالی نشابدن

و گستاخی نامه سیه‌رویان قطرهٔ آبی به دریای بخشش آوردن
آموزگار نامهٔ فطرت را گوشمالی دادن است و اساس شوخ
چشمی در زمین سخن نهادن — یا رب این دیوان را به دیوانکدهٔ
قبول در اجابت کدهٔ انجمن آرایان معنی پذیرا فرما — و این
نگارین نوردنامهٔ گنهگار را به والای منشور رحمت و توقیع کرم
پاشی به سر پیشگاهی جلوه فرما کن ع این دعا از من و از خلق خدا آمین باد

قطعهٔ تاریخ

آسمانیست این کتاب غیبی آقای ما — هست مهر و ماه و پروین تاب الفاظ و حروف
بد فروغ آفتاب نظم پاکش در نهان — همچو مهر گنبد گردنده باشد در کسوف
از فروغش هاله رسم و دایره ماندن — وز شمیمش طبلهٔ عطار را ماند الوف
از پی قید کم فزودی سال طبعش شد عیان — چاپ شد دیوان شاد از لطف...

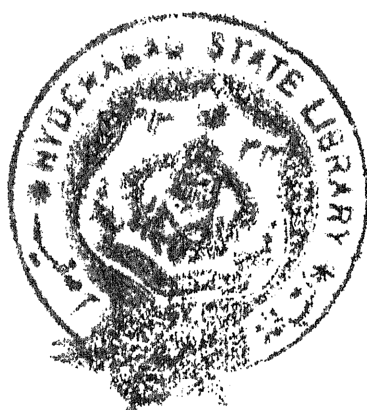
۱۳۰۹

وله

طبع فرمود چو دیوان شگرف | آن مہاراج امیر الامرا
گفت ہاتف بہ فریدی سالش | راحت جان حزین شعرا

۱۳۰۹

تمت



اعلان

الحمد للہ کہ باغ شادمن نتائج افکار

شاعر نازک خیال شیرین مقال مہاراجہ کشن پرشاد شاد

بکمال حسن وخوبی زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ کرکے معزز قدردانوں کی قدردانی کیلئے

ملاحظہ مین لایا جاتا ہی جسقدر نسخہ درکار ہوں ہمارے پاس سے طلب فرمائے

جائین مگر کوئی صاحب اسکے طبع کا قصد بلا حصول اجازت جناب مصنف

نہ فرمائین والا بیفائدہ فائدہ کے عوض مین حسب قانون

سرکار نقصان اٹھانا پڑیگا

المشتہر

محمد رفیع الدین فریدی

تعلقدار پیشکاری